فاضلِ بریلوی کا حافظہ

ایک تحقیقی جائزہ



تالیف : انوار احمد



انجمن ارشاد المسلمین

۶-بی شاداب کالونی ، حمید نظامی روڈ ○ لاہور

سلسلۂ مطبوعات ۲۶

نام کتاب .... فاضل بریلوی کا حافظہ، ایک تحقیقی جائزہ
مرتب .... انوار احمد
کل صفحات ۱۲۸
تاریخ طباعت .... شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ ؛ مئی ۱۹۸۳ء
پریس ....
ناشر .... انجمن ارشاد المسلمین - ۶ بی شاداب کالونی لاہور
تعداد .... ایک ہزار
قیمت .... ۱۵ روپے

ملنے کے پتے

۱۔ المکتبۃ المدنیہ .... ۱۷۔ اردو بازار، لاہور
۲۔ مکتبہ قاسمیہ .... ۱۷۔ اردو بازار، لاہور
۳۔ پاک اکیڈمی .... دکان نمبر ۲۳۔ جامع مسجد باب الاسلام آرام باغ کراچی
۴۔ مدرسہ عربیہ حفظ القرآن .... سرکلر روڈ کہروڑ پکا، ضلع ملتان

فہرست

فاضل بریلوی کو فقہی حوالے بھی صحیح طور پر یاد نہ تھے

مشائخ کے واقعات نقل کرنے میں سہو و نسیان

فاضل بریلوی کے سوءِ حافظہ کی کہانی خود ان کی زبانی



سوءِ حافظہ فاضل بریلوی کا موروثی مرض

احمد رضا خاں صاحب کے والد صاحب کے سوءِ حافظہ کے چند نمونے

الدولۃ المکیہ تحقیق کی کسوٹی پر ○ بریلوی پروپیگنڈہ طشت ازبام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بریلوی مصنفین نے احمد رضا خان صاحب (م ۱۳۴۰ھ : ۱۹۲۱ء) کی "قوتِ حافظہ" کے بارے میں اتنے غلو اور مبالغہ آمیزی سے کام لیا ہے کہ ان حضرات کی تحریرات پڑھ کر یہ تاثر ابھرتا ہے کہ محدثینِ کرام مثلاً امام بخاری (م ۲۵۶ھ : ۸۷۰ء) امام مسلم (م ۲۶۱ھ : ۸۷۵ء) اور امام ترمذی (م ۲۷۹ھ : ۸۹۲ء) وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے حافظے بھی احمد رضا خان صاحب کی قوتِ حافظہ کے سامنے گردِ راہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتے۔ یہی نہیں بلکہ وہ خود بھی اپنے بارے میں غیر معمولی قوتِ حافظہ کے مدعی ہیں۔ چند حوالے آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

پروفیسر محمد مسعود صاحب رقمطراز ہیں۔

"ابتدائی تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے مولانا بریلوی کہتے ہیں۔

"میرے استاد جن سے میں ابتدائی کتب پڑھتا تھا جب مجھے سبق پڑھا دیا کرتے، ایک دو مرتبہ میں دیکھ کر کتاب بند کر دیتا، جب سبق سنتے تو حرف بحرف، لفظ بلفظ سنا دیتا۔ روزانہ یہ حالت دیکھ کر سخت تعجب کرتے، ایک دن مجھ سے فرمانے لگے۔

"احمد میاں یہ تو کہو تم آدمی ہو یا جن۔ مجھ کو پڑھاتے دیر لگتی ہے مگر تم کو یاد کرتے دیر نہیں لگتی"۔ [1]

احمد رضا خان صاحب کے ایک اور سوانح نگار لکھتے ہیں۔

"رسالہ "دولت مکیہ" اعلیٰ حضرت کی زندہ جاوید کرامت ہے کہ آپ نے بخار کی شدت میں بغیر کسی کتاب کی مدد کے محض اپنی خداداد یاد داشت کے بل پر تفاسیر، احادیث اور کتب ائمہ کی اصل عبارتوں کے حوالجات کثیر نقل فرماتے ہوئے صرف ساڑھے آٹھ گھنٹے کی قلیل مدت میں تصنیف فرمایا"۔ [2]

خانصاحب کا کراماتی حافظہ

ایک اور بزرگ، موصوف کی "قوتِ حافظہ" کے بارے میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

"آپ کا حافظہ اعلیٰ کرامت کا نمونۂ ربانیہ۔ صرف چھ سال کی عمر میں میلادالنبیؐ کے جلسہ میں مجمع عام کے سامنے میلادالنبی پر تقریر کرنا، صرف تیرہ چودہ سال کی مختصر عمر میں تمام علوم عقلیہ اور نقلیہ کی تکمیل کر لینا، اور صرف ایک ماہ کی مختصر ترین مدت میں قرآن مجید کا حفظ کرنا، ایسے واقعات ہیں جن سے آپ کی عبقری ذہانت و فطانت کا پتہ چلتا ہے۔ آپ کو چودہ سو برس ۱۴۰۰ کی ساری متداولہ اور غیر متداولہ کتب یاد تھیں۔ بلکہ ان کے صفحہ و سطر کے تلاش میں بھی کبھی خطا نہ ہوئی۔ ایک دفعہ حج پر تشریف

---

[1] محمد مسعود احمد: حیات مولانا احمد رضا خان بریلوی، ص ۹۲ تا ۹۳، مطبوعہ سیالکوٹ پاکستان۔

[2] بدرالدین احمد رضوی قادری: سوانح اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی، ص ۲۷۱، مطبوعہ لاہور پاکستان۔

لے گئے تو وہاں آپ کو "استفتاء" پیش کیا گیا۔ آپ کو کہا گیا کہ اس کا جواب دو روز میں مکمل کر دیا جائے۔ آپ کے پاس کتابیں نہ تھیں یاد داشت پر ہی اس کا جواب لکھا۔ اس میں سینکڑوں کتب سے حوالجات درج فرمائے۔ اور دو دن کی بجائے صرف دو نشستوں میں جن میں ایک نشست پانچ گھنٹے کی اور دوسری تین گھنٹے کی تھی۔ یہ جواب چار سو صفحات پر مشتمل تھا اور اس کتاب کا نام "الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ" ہے" [1]

سید محمد صاحب کچھوچھوی "موصوف کی قوتِ حافظہ" کی مدح و ستائش میں یوں رطب اللسان ہیں۔

"...... استفتاء آیا۔ دارالافتاء میں کام کرنے والوں نے پڑھا اور ایسا معلوم ہوا کہ نئے قسم کا حادثہ دریافت کیا گیا۔ اور جواب جزئیہ کی شکل میں نہ مل سکے گا۔ فقہاءِ کرام کے اصولِ عامہ سے استنباط کرنا پڑے گا اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا، عجب نئے نئے قسم کے سوالات آرہے ہیں۔ اب ہم لوگ کیا طریقہ اختیار کریں؟ فرمایا یہ تو بڑا پرانا سوال ہے۔ ابن ہمام نے "فتح القدیر" کے فلاں صفحہ میں، ابنِ عابدین نے "ردمحتار" کی فلاں جلد اور فلاں صفحہ پر، فتاویٰ ہندیہ میں خیریہ میں یہ یہ عبارت صاف صاف موجود ہے۔ اب جو کتابوں کو کھولا تو صفحہ، سطر اور بتائی ہوئی عبارت میں ایک نقطہ کا فرق نہیں" [2]

---

[1] گل محمد فیضی بی اے: آزادی کی ان کہی کہانی: ص ۱۴۰، ۱۴۱: مطبوعہ سرگودہا۔

[2] ظفرالدین بہاری، حیاتِ اعلیٰ حضرت: جلد اوّل، ص ۶۶: مطبوعہ کراچی۔

چودہ سو برس کی تمام کتابیں حفظ

"احکام شریعت" کے دیباچہ نگار احمد رضا خاں صاحب کے حالات لکھتے ہوئے "حیرت انگیز قوتِ حافظہ" کے عنوان کے تحت یوں گویا ہوتے ہیں۔

"یہ چیز روز پیش آتی تھی کہ تکمیل جواب کے لئے جزئیاتِ فقہ کی تلاش میں جو لوگ تھک جاتے تو عرض کرتے۔ اسی وقت فرما دیتے کہ "ردالمحتار" جلد فلاں کے صفحہ فلاں کی سطر فلاں میں ان لفظوں کے ساتھ جزئیہ موجود ہے۔ "درمختار" کے فلاں صفحہ فلاں سطر میں یہ عبارت ہے۔ "عالمگیری" میں بقید جلد وصفحہ وسطر میں یہ الفاظ موجود ہیں۔ "ہندیہ" میں "خیریہ" میں "مبسوط" میں ایک ایک کتاب فقہ کی اصل عبارت بقید صفحہ وسطر یہ الفاظ موجود ہیں ارشاد فرما دیتے۔ اب جو کتابوں میں جا کر دیکھتے ہیں تو صفحہ وسطر وعبارت وہی پاتے ہیں جو زبانِ اعلحضرت نے فرمایا تھا اس کو آپ زیادہ سے زیادہ یہی کہہ سکتے ہیں کہ خداداد قوتِ حافظہ سے ساری چودہ سو برس کی کتابیں حفظ تھیں۔ یہ چیز بھی اپنی جگہ حیرت ناک ہے۔

حافظِ قرآن کریم نے سالہا سال قرآنِ عظیم کو پڑھ کر حفظ کیا، روزانہ دوہرایا۔ ایک ایک دن میں سو سو بار دیکھا، حافظ ہوا، محراب سنانے کی تیاری میں سارا دن کاٹ دیا اور صرف ایک کتاب سے واسطہ رکھا۔ حفظ کے بعد سال ہا سال مشغلہ رہا۔ ہو سکتا ہے کہ کسی حافظ کو تراویح میں لقمے کی حاجت نہ پڑی ہو۔ گو ایسا دیکھا نہیں گیا۔ اور ہو سکتا ہے کہ حافظ صاحب کسی آیتِ قرآنیہ کو بس اتنا یاد رکھیں کہ ان کے پاس جو قرآن کریم ہے اس میں یہ آیت کریمہ داہنی جانب ہے یا بائیں جانب ہے۔ گو یہ بھی بہت نادر چیز ہے۔ مگر یہ تو عادتاً محال اور بالکل محال

ہے کہ آیت قرآنیہ کے صفحہ وسطر کو بتایا جا سکے۔ تو کوئی بتائے کہ تمام کتب متداولہ وغیر متداولہ کے ہر جملہ کو بقید صفحہ وسطر بتانے والا اور پورے اسلامی کتب خانے کا صرف حافظ ہی ہے یا وہ اعلیٰ کرامت کا نمونۂ ربانیہ ہے۔ جس کے بلند مقام کو بیان کرنے کے لئے اب تک ارباب لغت واصطلاح الفاظ پانے سے عاجز رہے ہیں"۔ ؎

ہم ان ہی چار پانچ اقتباسات پر اکتفار کرتے ہیں۔ ورنہ احمد رضا خان صاحب کی "قوتِ حافظہ" کے بارے میں بریلوی حضرات کی کتابوں میں اس قسم کے بلند بانگ دعاوی کی کوئی کمی نہیں ہے ؏

قیاس کن زگلستانِ من بہار مرا

اس قسم کے بلند بانگ دعاوی پڑھ کر طبیعت میں تقاضا پیدا ہوا کہ موصوف کی "قوتِ حافظہ" کی تحقیق ہونی چاہیئے کہ کیا "فرقہ بریلویہ" کے بانی واقعی ایسے محیر العقول اور حیرت انگیز "حافظہ" کے مالک تھے کہ جس کی بنار پر چودہ سو برس کی تمام متداول اور غیر متداول کتابیں انہیں بقید صفحہ وسطر یاد تھیں یا یہ بھی ان کذب بیانیوں، اور دروغ بافیوں میں شامل ہے جن کی بنیاد پر یہ لوگ اپنا قد کاٹھ اونچا کرنے اور اپنے بھیانک ماضی وحال کو ملمع سازی کے ذریعہ تابناک و درخشاں بنانے کی فکر میں ہیں ؟

چونکہ "بانیٔ فرقہ بریلویہ" اب ہمارے اندر موجود نہیں ہیں بلکہ اپنے اصلی مستقر میں پہنچ چکے ہیں اس لئے اس کی تحقیق وتفتیش کے لئے اب یہ صورت تو ممکن نہیں ہے کہ ان سے بالمشافہ مل کر اس کی تحقیق کی جائے۔ نیز یہ صورت بھی ممکن نہیں کہ ان کی تصنیفات وتالیفات سے یہ تحقیق کی جائے، کیونکہ بالعموم تصنیف وتالیف کے وقت

؎ احکام شریعت (حالات امام اہلسنت) ص ۵ : مطبوعہ کراچی۔

آدمی تمام ماخذ و مراجع دیکھ کر کتاب مرتب کرتا ہے۔ لہذا نظر بظاہر اب تحقیق کی یہی صورت باقی رہ جاتی ہے کہ ان کے "ملفوظات" جو موصوف اپنی مجلس میں بیان کرتے تھے ان کا جائزہ لیا جائے کہ وہ جو فارسی یا عربی عبارات نقل کرتے ہیں یا حدیث بیان کرتے ہیں یا صحابۂ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم اور دیگر علماء و مشائخ کے واقعات ذکر کرتے ہیں، وہ کہاں تک اصل کے مطابق ہیں؟

چنانچہ اس نقطۂ نظر کے تحت ہم نے موصوف کے "ملفوظات" کا جائزہ لیا اور چند وہ مقامات جہاں انہوں نے اصل ماخذ کا حوالہ ذکر کیا تھا یا کم از کم ہمیں بآسانی اس کا ماخذ معلوم ہو سکتا تھا، اس قسم کے مواقع کا جب ہم نے اصل کے ساتھ موازنہ کر کے دیکھا تو احمد رضا خان صاحب کے بیان اور اصل کے درمیان ہمیں اتنا بیّن تفاوت اور نمایاں فرق محسوس ہوا کہ پھر ہمارے لئے یہ باور کرنا بھی مشکل ہو گیا کہ موصوف کے "حافظہ" کو کسی عام اچھے ذہین آدمی کے حافظے کے برابر قرار دیا جائے۔ بلکہ ان کی کتابوں میں تو قرآن پاک کی آیاتِ کریمہ تک غلط لکھی ہوئی ہمیں دستیاب ہوئیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں قرآن پاک تک صحیح طور پر یاد نہیں تھا۔ حالانکہ سات سے آٹھ سال کے بچے بھی قرآن پاک بخوبی یاد کر لیتے ہیں۔ ہم نے یہ مثل تو سن رکھی تھی کہ

"پیراں نمے پرند، مریداں مے پرانند"

یعنی پیر نہیں اڑتے مرید اڑاتے ہیں۔

لیکن اس کا عملی مشاہدہ جیسا احمد رضا خان صاحب اور ان کے پیروکاروں میں ہوا، اور کہیں نہیں دیکھا گیا۔ حالانکہ حقیقت اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ ؎

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

اب ہم آپ کے سامنے سب سے پہلے موصوف کی کتابوں سے وہ آیات قرآنیہ پیش کرتے ہیں جو انہوں نے غلط نقل کی ہیں۔

قرآنِ پاک بھی صحیح طور پر یاد نہ تھا

بریلوی مصنفین تو یہ راگ الاپتے نہیں تھکتے کہ بانی " فرقہ بریلویہ " کو فتاویٰ ہندیہ، خیریہ، مبسوط، درمختار، ردالمحتار، ایسی طویل و عریض کتابیں نوکِ زبان تھیں یہاں تک کہ وہ ان کتابوں میں آنے والے ایک ایک جملہ کے بارے میں یہ تک جانتے تھے کہ وہ کون سی کتاب کی کس جلد کے کس صفحہ کی کون سی سطر میں آ رہا ہے۔ اور یہ حالت صرف مذکورہ چار پانچ کتابوں کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ ٹھیک اسی طرح وہ چودہ سو سال کی تمام متداولہ اور غیر متداولہ کتابوں کے حافظ تھے۔ لیکن اصل صورتِ حال ان کے حافظہ کی یہ ہے کہ ان کو قرآن مجید تک صحیح طور پر یاد نہیں تھا۔ جو سات آٹھ سال کے بچے بھی بخوبی یاد کر لیتے ہیں۔ چند شواہد آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

(۱)

آیت میں خود ساختہ الفاظ

احمد رضا خان صاحب نے ایک آیت کریمہ بایں الفاظ نقل کی ہے۔ اور ساتھ ہی محرف الفاظ کے مطابق اس کا ترجمہ بھی خود ہی کر دیا ہے۔ جس کے باعث اسے کتابت کی غلطی بھی قرار نہیں دیا جا سکتا۔

موصوف فرماتے ہیں۔

" قال تعالیٰ۔ قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ : " اے نبی مؤمنین سے فرما دے کہ اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی اور اپنے علماء کی " [1]

---

[1] احمد رضا خان : لمعۃ الضحیٰ فی اعفاء اللحیٰ (۱۳۱۵ھ : ۱۸۹۷ء) ص ۱۵ مطبوعہ وص ۱۶ مطبوعہ لائلپور

حالانکہ آیت کریمہ کے اصل الفاظ یہ ہیں۔

" یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم ۔ النسآء : ۴ : ۵۹۔

ترجمہ احمد رضا خان صاحب بریلوی :۔ اے ایمان والو ! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسولؐ کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں "

لیکن خان صاحب بریلوی نے لفظ " یا ایھا الذین امنوا " کی جگہ اپنی طرف سے لفظ " قل " لکھ دیا ہے۔ اور چونکہ ترجمہ بھی اسی کے مطابق کیا گیا ہے اس لئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ کتابت کی غلطی ہے۔

(۲)

عَنْ اَمْرِنَا کا اضافہ

خان صاحب بریلوی نے ایک آیت مبارکہ کو اس طرح نقل فرمایا ہے۔

آیت ۱۲ : قال جل ذکرہ ، لقد کان لکم فیھم اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاخر ومن یتول عن أمرنا فان اللہ ھو الغنی الحمید "[1]

حالانکہ آیت کریمہ کے اصل الفاظ یہ ہیں۔

لقد کان لکم فیھم اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاخر ومن یتول فان ـــــ اللہ ھو

---

[1] احمد رضا خان ، لمعۃ الضحیٰ فی اعفاء اللحی ، ص ۲۰ ، مطبوعہ (ص ۲۱) مطبوعہ لائلپور۔

الغنی الحمید ۔ الممتحنہ ۶۰ : ۶

ترجمہ خان صاحب : بے شک تمہارے لئے ان میں اچھی پیروی تھی اسے جو اللہ اور پچھلے دن کا امیدوار ہو ۔ اور جو منہ پھیرے تو بے شک اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا ۔"

لیکن احمد رضا خان صاحب نے لفظ " وَمَنْ يَّتَوَلَّ " کے بعد اپنی طرف سے لفظ " عَنْ اَمْرِنَا " کا اضافہ کر دیا ۔ اس اضافہ کو کاتب کی غلطی قرار دے کر بھی جان نہیں چھڑائی جا سکتی ۔ کیونکہ چند سطر کے بعد اسی آیت کا مطلب بیان کرتے ہوئے موصوف لکھتے ہیں

" اور آخر میں فرما دیا کہ جو " ہمارے حکم سے " پھرے تو اللہ بے نیاز بے پرواہ ہے اور ہر حال میں اُسی کے لئے حمد ہے " [۱]

خان صاحب کے اس بیان کردہ مطلب میں " ہمارے حکم سے " کے الفاظ آیت کریمہ میں اپنے اضافہ کردہ الفاظ " عن امرنا " کا ترجمہ ہے معلوم ہوا کہ موصوف کو سوءِ حافظہ کی بنا پر آیتِ کریمہ صحیح طور پر یاد نہیں رہی ۔

(۳)

"مِنْ اَمْرِهِمْ" کو "مِنْ اَنْفُسِهِمْ" سے بدل دیا

احمد رضا خان صاحب نے ایک آیت اس طرح درج فرمائی ہے ۔

" قال الله تبارك وتعالى : ماكان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضى الله ورسوله امرا ان يكون لهم الخيرة

---

[۱] احمد رضا خان ، لمعۃ الضحیٰ فی اعفاء اللحی ، ص ۳۰ مطبوعہ وص ۲۲۱ مطبوعہ لائلپور

من أنفسهم ومن يعص الله ورسوله فقد ضل ضلالا مبينا ؀ [1]

اور ساتھ ہی ترجمہ بھی خود ہی ذکر کر دیا کہ

" نہیں پہنچتا کسی مسلمان مرد، نہ کسی مسلمان عورت کو جب حکم کر دیں اللہ و رسول کسی بات کا کہ انہیں کچھ اختیار رہے " اپنی جانوں کا " اور جو حکم نہ مانے اللہ و رسول کا تو وہ صریح گمراہ ہوا "۔

بریلویوں کے چودھویں صدی کے مجدد کی " خوبیٔ حافظہ " ملاحظہ ہو کہ اس نے آیت مبارکہ میں آنے والے لفظ " مِنْ أَمْرِهِمْ " کو لفظ " من انفسهم " سے تبدیل کر دیا۔ اور ساتھ ہی موصوف نے اس کا ترجمہ " اپنی جانوں " کے الفاظ سے کر کے یہ بھی ثابت کر دیا کہ یہ کسی کاتب کی زَلّتِ قلم کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ یہ آنجناب کی مزعومہ قوتِ حافظہ ہی کی کارفرمائی ہے۔ صحیح آیت الاحزاب ۳۳: ۳۶ پر ملاحظہ ہو۔ آیت کے شروع سے " و " بھی حذف کر دیا ہے۔

(۴)

" و " کا اضافہ

خان صاحب بریلوی نے ایک آیتِ کریمہ ان الفاظ کے ساتھ درج فرمائی ہے۔

و لئن شکرتم لازیدنکم

اور پھر اس کا ترجمہ بایں الفاظ ذکر کیا ہے۔

" اور بے شک اگر تم شکر کرو گے میں تمہیں زیادہ دوں گا "۔ [2]

---

[1] احمد رضا خان: احکامِ شریعت، ص ۴۸، مطبوعہ اہلسنت برقی پریس مراد آباد۔

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

حالانکہ اصل میں آیت شریفہ اس طرح ہے۔

لئن شکرتم لازیدنکم۔ ابراہیم ۱۴،۱

ترجمہ خان صاحب : اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا۔

احمد رضا خان صاحب نے شروع میں "و" بڑھادیا۔ اور چونکہ ترجمہ اس زائد واؤ کا بھی کیا گیا ہے اس لئے یہ غلطی کاتب کے سر مڑھی نہیں جاسکتی۔ بلکہ یہ بھی حسب سابق ان کی "قوتِ حافظہ" کی کارستانی ہے۔

(۵)

"مِنَ المُؤمِنِین" کا اضافہ

بریلویوں کے "بڑے حضرت" نے ایک آیت کریمہ ان الفاظ کے ساتھ ذکر کی ہے۔

"آیت ؛ قال توالت نعماثہ ؛ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ" [۱]

حالانکہ آیت مبارکہ کے اصل الفاظ یہ ہیں۔

" قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ " الآیۃ الممتحنہ ۶۰ : ۴

ترجمہ خان صاحب : بے شک تمہارے لئے اچھی پیروی تھی ابراہیم اور اس کے ساتھ والوں میں جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا۔"

لیکن ان "بڑے حضرت" نے لفظ " وَالَّذِينَ مَعَهُ " کے بعد بجائے قرآنی الفاظ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) [۱] احمد رضا خان : ذیل المدعا لاحسن الوعاء طبع شدہ مع "احسن الوعاء" ص ۴۱ مطبوعہ بریلی

[۱] احمد رضا خان ، لمعۃ الضحیٰ فی اعفاء اللحیٰ ؛ ص ۲۰ مطبوعہ وص ۲۱ مطبوعہ لائلپور۔

"إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ" الآیۃ کے اپنی طرف سے ایک خود ساختہ کلمہ "مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ" لکھ دیا۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

(۶)

تقدیم و تاخیر الفاظ

خان صاحب بریلوی نے ایک آیت مبارکہ اس طرح ذکر فرمائی ہے۔

" وَإِنْ حَكَمْتَ بَيْنَهُمْ فَاحْكُمْ بِالْقِسْطِ "[۱]

حالانکہ اس آیتِ مبارکہ کے اصل الفاظ یوں ہیں۔

" وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ۔ المائدہ ۵ : ۴۲

ترجمہ خان صاحب : اور اگر ان میں فیصلہ فرماؤ تو انصاف سے فیصلہ کرو "

لیکن خان صاحب کی "قوتِ حافظہ" کا کرشمہ ملاحظہ ہو کہ اس نے لفظِ "بینھم" کو جو لفظِ "فاحکم" کے بعد تھا اس سے مقدم کر دیا۔ العیاذ باللہ تعالٰے۔

(۷)

احمد رضا خان صاحب نے ایک آیتِ شریفہ کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

" هُمْ لِلْكُفْرِ أَقْرَبُ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ لِلْإِيمَانِ "[۲]

جبکہ صحیح آیت شریفہ اس طرح ہے۔

---

[۱] احمد رضا خان : تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین : ۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۷ء : ص ۱۷ مطبوعہ لائلپور

[۲] احمد رضا خان : الزبدۃ الزکیہ فی تحریم سجود التحیہ ، ص ۹۷ ، مطبوعہ "کتب خانہ بازار داتا صاحب" لاہور

" هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ "

آل عمران ۳ : ۱۶۷

ترجمہ خان صاحب : اور اس دن ظاہری ایمان کی بہ نسبت کھلے کفر سے زیادہ قریب ہیں "

خان صاحب بریلوی نے لفظِ " يَوْمَئِذٍ " کو جو لفظِ " أَقْرَبُ مِنْهُمْ " سے مقدم تھا، اس سے مؤخر کر دیا۔ یہ بھی ان کی مزعومہ " قوتِ حافظہ " کی کارفرمائی ہے۔

(۸)

" حَيْثُ مَا " کی بجائے " أَيْنَمَا "

ایک مقام پر احمد رضا خان صاحب بیان کرتے ہیں۔

" اللہ عزوجل قرآن عظیم میں فرما چکا۔

أَيْنَمَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ۔

تم جہاں کہیں ہو کعبہ ہی کو منہ کرو " [۱]

جب کہ آیت کریمہ کے اصل الفاظ اس طرح ہیں۔

وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ۔ البقرہ ۲ : ۱۴۴

ترجمہ خان صاحب : اور اے مسلمانو ! تم جہاں کہیں ہو، اپنا منہ اسی کی طرف کرو۔

لیکن موصوف نے لفظِ " حَيْثُ مَا " کی جگہ اپنی طرف سے " أَيْنَمَا " لکھ دیا ہے۔ یہ سب " قوتِ حافظہ " کی کرشمہ سازیاں ہیں۔

---

[۱] احمد رضا خان ، الزبدة الزکیة فی تحریم سجود التحیة : ص ۱۲۶ : مطبوعہ لاہور۔

(۹)

کَتَبَ کی جگہ خَتَمَ

خان صاحب کے "ملفوظات" میں ایک سوال اور اس کا جواب بایں الفاظ منقول ہے۔

"عرض : اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

خَتَمَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ

تو بعض انبیاء شہید کیوں ہوئے ؟

ارشاد : رسولوں میں سے کون شہید کیا گیا ؟ انبیاء البتہ شہید کیے گئے۔ رسول کوئی شہید نہ ہوا۔ "یَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ" فرمایا گیا نہ کہ "یَقْتُلُوْنَ الرُّسُلَ"۔[1]

سائل نے جو آیت پیش کی وہ بالکل غلط اور محرف ہے۔ آیت اصل میں یوں ہے

"کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ : المجادلۃ ، ۵۸ ، ۲۱ -

ترجمہ خان صاحب : اللہ لکھ چکا کہ ضرور میں غالب آؤں گا، اور میرے رسول "

اگر فرض کر لیا جائے کہ "سائل" کوئی جاہل آدمی تھا جس نے جہالت کے باعث آیت کریمہ غلط طور پر تلاوت کر دی، تو احمد رضا خان صاحب کو کیا ہو گیا تھا کہ انہوں نے سائل کی غلطی کی اصلاح نہ کی ؟ بلکہ اس کی تحریف پر سکوت فرما کر اس کی تائید، و توثیق کر دی۔ کیا یہ منہ بولتا ثبوت نہیں ہے کہ بریلویوں کے "اعلیٰ حضرت" کو قرآن پاک تک صحیح طور پر یاد نہ تھا ؟ یہاں سے نہ صرف احمد رضا خان صاحب کو

---

[1] محمد مصطفیٰ رضا خان : الملفوظ (۱۳۳۸ھ : ۱۹۱۹،۲۰ء) حصہ چہارم : ص ۲۵ مطبوعہ کراچی

قرآنِ پاک کا صحیح طور پر یاد نہ ہونا ثابت ہوتا ہے بلکہ ان کے فرزند اور بریلویوں کے مفتیٔ اعظم ہند جامع ملفوظات محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب کے بارے میں بھی یہ ثابت ہوگیا کہ وہ بے چارے بھی اپنے والد کی طرح سوءِ حافظہ کا شکار تھے۔ جس کے باعث انہیں بھی قرآنِ پاک صحیح طور پر یاد نہ تھا۔ ورنہ وہی ترتیب کے وقت اصلاح کر دیتے۔

شہادتِ رسل کا انکار

احمد رضا خان صاحب نے سائل کو جو جواب "ارشاد" فرمایا ہے، وہ بھی علمِ قرآن وعلمِ تفسیر میں موصوف کی حذاقت و مہارت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ کیونکہ ان کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی اور رسول میں فرق ہے۔ اور آیتِ مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے غلبۂ رسل کا وعدہ فرمایا ہے۔ نبیوں کے غلبہ کا کوئی وعدہ نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام تو شہید ہوئے رسول کوئی شہید نہیں ہوا۔

حالانکہ تفسیر کا ادنیٰ طالب علم بھی جانتا ہوگا کہ رسولوں کی شہادت کا ذکر ایک سے زائد مقام پر خود قرآنِ پاک میں موجود ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ۝

(البقرہ ۲، ۸۷)

ترجمہ خان صاحب : تو کیا جب تمہارے پاس کوئی رسول وہ لے کر آئے جو تمہارے نفس کی خواہش نہیں، تکبر کرتے ہو۔ تو ان (انبیاء) میں ایک گروہ کو تم جھٹلاتے ہو اور ایک گروہ کو شہید کرتے ہو۔"

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ

لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَأْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَأْكُلُهُ النَّارُ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿

آل عمران ۳: ۱۸۳

ترجمہ خان صاحب : وہ جو کہتے ہیں اللہ نے ہم سے اقرار کرلیا ہے کہ ہم کسی رسول پر ایمان نہ لائیں جب تک ایسی قربانی کا حکم نہ لائے جسے آگ کھائے ۔ تم فرمادو، مجھ سے پہلے بہت رسول تمہارے پاس کھلی نشانیاں اور یہ حکم لے کر آئے جو تم کہتے ہو، پھر تم نے انہیں کیوں شہید کیا ؟ اگر سچے ہو ۔"

ایک اور جگہ ارشادِ ربانی ہے ۔

لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ﴿ المائدہ ۵ : ۷۰

ترجمہ خان صاحب : بے شک ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا اور ان کی طرف رسول بھیجے ۔ جب کبھی ان کے پاس کوئی رسول وہ بات لے کر آیا جو ان کے نفس کی خواہش نہ تھی ۔ ایک گروہ کو جھٹلایا اور ایک گروہ کو شہید کرتے ہیں ۔"

یہ تینوں آیاتِ قرآنیہ ببانگِ دُھل اعلان کر رہی ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے رسول بھی شہید کئے گئے ہیں ۔ لیکن احمد رضا خان صاحب کی قرآن فہمی اور تفسیر دانی ملاحظہ فرمائیں کہ انہیں یہی معلوم نہیں کہ " رسول " بھی شہید کئے گئے ہیں ۔ وہ پورے وثوق کیساتھ علمِ قرآن اور فنِ تفسیر سے ناواقفیت کے باعث " شہادتِ رسل " کا انکار کر رہے

ہیں ۔ احمد رضا خان صاحب کی قرآن فہمی اور تفسیر دانی کی پوری حقیقت تو اس مقالے سے کھلے گی جو موصوف کے " ترجمۂ قرآن پر تنقید " کے سلسلہ میں ہم لکھنا چاہتے ہیں تاہم اندازہ آپ اسی ایک مثال سے کر سکتے ہیں ع

از چنیں مرداں چہ امید ہی

مورخ شہیر حضرت علامہ سید عبدالحی رائے بریلی قدس سرہٗ (م ۱۳۴۱ھ : ۱۹۲۳ء) نے بھی علمِ تفسیر و حدیث میں احمد رضا خان صاحب کی بے بضاعتی کا ذکر فرمایا ہے ۔ وہ موصوف کے بارے میں لکھتے ہیں ۔

" قلیل البضاعۃ فی الحدیث والتفسیر "[۱]

" (احمد رضا خان صاحب) علمِ حدیث و تفسیر میں کم مایہ (یا بالکل بے مایہ) ہیں "

لفظ " قلیل " بعض مقامات میں " عدیم " کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے ۔ جیسا کہ " سبعۂ معلقات " کے درج ذیل شعر میں ہے ؎

فقلت لہ لما عوی ان شاننا

قلیل الغنی ان کنت لما تمول

اس لئے علامہ لکھنوی رح کی عبارتِ بالا میں لفظ " قلیل البضاعۃ " سے " کم مایہ " اور " بے مایہ " دونوں معنی مراد لئے جا سکتے ہیں ۔ لیکن احمد رضا خان صاحب کی حالت کے زیادہ مناسب صرف دوسرے معنی ہیں ۔ کیوں کہ " ترجمۂ قرآن " میں موصوف نے اتنی کثرت سے غلطیاں کی ہیں کہ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ موصوف کو قرآن فہمی اور تفسیر دانی سے کچھ بھی مس نہیں ہے ۔

(۱۰)

"أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا" حذف کر لیا

احمد رضا خان صاحب " حالتِ یأس " کے

[۱] حاشیہ بر صفحہ آئندہ

ایمان پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

" ایمانِ یأس بے کار ہے۔ جب نار سامنے، ملائکہ عذاب سامنے اس وقت کا ایمان مفید نہیں۔ جب فرعون ڈوبنے لگا، بولا اٰمَنْتُ بِالَّذِیْ اٰمَنَتْ بِہٖ بَنُوْا اِسْرَائِیْلَ میں ایمان لایا اس پر جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے۔ فرمایا گیا اٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ اب ایمان لاتا ہے اور اس کے پہلے نافرمان تھا "۔ [۱]

موصوف نے جو آیت کریمہ نقل کی ہے وہ غلط ہے۔ آیتِ مبارکہ کے اصل الفاظ اس طرح ہیں۔

حَتّٰۤى اِذَاۤ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿ یونس ۱۰ : ۹۰ ﴾

ترجمہ خان صاحب : یہاں تک کہ جب اسے ڈوبنے نے آلیا۔ بولا میں ایمان لایا کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا اس کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں مسلمان ہوں "۔

احمد رضا خان صاحب نے آیت قرآنیہ کے الفاظ " اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ " کی جگہ ایک خود ساختہ کلمہ " بِالَّذِیْ " ذکر کر دیا ہے۔ اور چونکہ انہوں نے اپنے خود ساختہ الفاظ کے مطابق ترجمہ بھی ساتھ ہی کر دیا ہے اس لئے یہ بہانہ یہاں نہیں چل سکتا کہ یہ سہوِ کاتب ہے۔

---

[۱] (حاشیہ صفحہ گزشتہ) سید عبدالحی، نزہتہ الخواطر وبہجۃ المسامع والنواظر، جلد ہشتم ص ۴۱، مطبوعہ کراچی۔

[۲] محمد مصطفےٰ رضا خان، الملفوظ، حصہ سوم، ص ۴۶، مطبوعہ کراچی

یہ دس شواہد ہر صاحب بصیرت اور ہر عقل و خرد والے کو پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ جس شخص کی حالت یہ ہو کہ اسے قرآن پاک تک صحیح طور پہ یاد نہ ہو اس کے بارے میں یہ دعوے کہ اسے چودہ سو برس کی تمام متداولہ اور غیر متداولہ کتابیں بقید صفحہ و سطر یاد تھیں، اتنا بڑا اور سفید جھوٹ ہے کہ جس کی نظیر کم از کم ان چودہ صدیوں میں تو بالکل نہیں پائی جاتی۔

اور اس سفید جھوٹ کو پھیلانے میں بریلویوں کا یہ تمام شور و غوغا اور گھن گرج ان بادلوں کے مشابہ ہے جو اپنی ہیبت ناک گرج و کڑک اور آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی برق و چمک کے ذریعہ لوگوں کو ہراساں اور دہشت زدہ کر دیں لیکن برسنے اور سیراب کرنے کے لئے ان کے پاس پانی کے چند قطرے بھی نہ ہوں۔ عربی کے یہ اشعار اس صورت حال کی صحیح عکاسی کرتے ہیں ؎

وأنتم سماء يعجب الناس رزُّها ∗ بآبدة تنحي شديد وئيدها
تقطع أطناب البيوت بحاصب ∗ وأكذب شيء برقها ورعودها



احادیث

بیان کرنے میں سہو ونسیان کے چند نمونے

(۱)

ایک ہی حدیث میں سات غلطیاں

احمد رضا خان صاحب سے عرض کیا گیا۔

"حضور! صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبل قبولِ اسلام کیا مذہب رکھتے تھے؟"

موصوف نے جواب دیا۔

"صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی بت کو سجدہ نہ کیا۔ چار برس کی عمر میں آپ کے باپ بت خانہ میں لے گئے اور کہا هٰؤلاءِ الهتك الشم العلی فاسجد لهم یہ ہیں تمہارے بلند و بالا خدا، انہیں سجدہ کرو۔ جب آپ بت کے سامنے تشریف لیگئے فرمایا۔ میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دے، میں ننگا ہوں مجھے کپڑا دے، میں پتھر مارتا ہوں، اگر خدا ہے تو اپنے آپ کو بچا۔ وہ بت بھلا کیا جواب دیتا۔ آپ نے ایک پتھر اس کے مارا، جس کے لگتے ہی وہ گر پڑا اور قوتِ خدا داد کی تاب نہ لا سکا۔ باپ نے یہ حالت دیکھی، انہیں غصہ آیا۔ انہوں نے ایک تھپڑ رخسارِ مبارک پر مارا، اور وہاں سے آپ کی ماں کے پاس لائے۔ سارا واقعہ بیان کیا۔

ماں نے کہا، اسے اسکے حال پر چھوڑ دو۔ جب یہ پیدا ہوا تھا تو غیب سے آواز آئی تھی کہ یا امۃ اللہ بالتحقیق الخ"

چند سطر کے بعد ہے۔

" یہ روایت صدیق اکبر نے خود مجلسِ اقدس میں بیان کی۔ جب یہ بیان کر چکے۔ جبرئیل امین حاضرِ بارگاہ ہوئے (علیہ الصلوۃ والسلام) اور عرض کی صَدَقَ ابوبکر وھو الصدیق ابوبکر نے سچ کہا اور وہ صدیق ہیں۔

یہ حدیث "عوالی الفرش الی معالی العرش" میں ہے اور اس سے امام احمد قسطلانی رح نے شرح صحیح بخاری میں ذکر کی " لہ

چونکہ قسطلانی شرح صحیح بخاری سے پوری عربی عبارت نقل کرنے میں طوالت پیدا ہو جائے گی۔ اس لئے ہم صرف وہ فرق یہاں بیان کئے دیتے ہیں جو اصل اور احمد رضا خان صاحب کی روایت میں ہیں۔ جو حضرات اصل عربی عبارت دیکھنا چاہیں وہ " قسطلانی " شرح صحیح بخاری جلد ششم ص ۱۸۷ و ۱۸۸ ملاحظہ فرمائیں۔ اصل اور موصوف کے بیان میں مندرجہ ذیل فرق ہیں۔

—— ا : خان صاحب فرماتے ہیں کہ

" چار برس کی عمر میں آپ کے باپ بت خانہ میں لے گئے "

اصل کتاب میں چار برس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ یہ ان کا وہم اور ان کی " قوتِ حافظہ " کا کرشمہ ہے۔

—— ب : خان صاحب بریلوی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کے والدِ ماجد کے یہ الفاظ نقل فرماتے ہیں۔

" ھٰؤلاء اٰلھتك الشم العلی فاسجد لھم "

لہ محمد مصطفیٰ رضا خان : الملفوظ حصہ اوّل ؛ ص ۱۱ و ۱۲۔

حالانکہ اصل میں ان کے الفاظ اس طرح مذکور ہیں۔

" ھذہٖ الھتك الشم العلی فاسجدلھا "

احمد رضا خان صاحب نے لفظِ " ھذہٖ " کو " ھٰؤلاءِ " اور لفظِ " لھا " کو " لھم " سے بدل دیا

ج : خان صاحب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے والد کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ

" انہیں غصہ آیا، انہوں نے ایک تھپڑ رخسار مبارک پر مارا "

حالانکہ اصل میں " رخسار مبارک " پر تھپڑ مارنے کا کوئی ذکر ہی نہیں ہے۔ یہ سب موصوف کی " قوتِ حافظہ " کی کرشمہ سازیاں ہیں۔

د : حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی والدہ کو غیب سے جو آواز آئی اس کا پہلا جملہ احمد رضا خان صاحب یوں نقل کرتے ہیں۔

" یا امۃ اللہ بالتحقیق ابشری بالولد العتیق "

جب کہ اصل میں " بالتحقیق " نہیں ہے۔ بلکہ " علی التحقیق " ہے

ھ : خان صاحب بریلوی حضرت جبرئیلِ امین کا قول بایں الفاظ نقل کرتے ہیں۔

" صدق ابوبکر وھو الصدیق "

حالانکہ اصل میں حضرت جبرئیل امین کے کلام کے اندر " وھو الصدیق " کا جملہ سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔ یہ بھی ان کی " قوتِ حافظہ " کا ایک کرشمہ ہے۔

و : بانی فرقہ بریلویہ، نے کتاب کا نام " عوالی الفرش الی معالی العرش " ذکر کیا ہے۔ کتاب، کا نام تک صحیح یاد نہ رہنا ان کے چودہ سو سالہ تمام کتب متداولہ وغیر متداولہ کو حفظ کرنے والی " قوتِ حافظہ " کو بخوبی

طشت ازبام کر رہا ہے۔ اس کتاب کا اصل نام

"معالی الغروش الی عوالی العرش"

ہے۔ لیکن خان صاحب بریلوی نے اپنے "سوءِ حافظہ" کے باعث "معالی" کی جگہ "عوالی" اور "عوالی" کی جگہ "معالی" ذکر کر دیا ہے۔

(۱۲)

حدیث "ابرادِ ظہر" میں دو غلطیاں

ایک بار مولوی امجد علی صاحب نے احمد رضا خان صاحب سے عرض کیا۔

"ظہر میں تاخیر، گرمی کے زمانہ میں مستحب ہے۔ اس قدر کہ شدت حرجاتی رہے جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہوا

"ابردوا بالظهر فان شدة الحر من فيح جهنم"

ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو، کہ گرمی کی سختی جہنم کی سانس سے ہے"

موصوف نے جواباً ارشاد فرمایا۔

"ہاں ایک مثل تک تو ہرگز شدت میں کمی نہیں ہوتی۔ یہ اعلیٰ درجہ کی حدیث صحیح امام (ابوحنیفہ رحمہ اللہ۔ ناقل) کی اعلیٰ دلیل ہے۔ اور اسے واضح تر کر دیا بخاری کی حدیث ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ ایک منزل میں تشریف فرما تھے۔ مؤذن اذان کہہ کر حاضر بارگاہ ہوئے۔ فرمایا "اَبْرِدْ" وقت ٹھنڈا کرو۔ پھر دیر کے بعد حاضر ہوئے فرمایا "اَبْرِدْ" وقت ٹھنڈا کرو۔ پھر دیر کے بعد حاضر ہوئے فرمایا "اَبْرِدْ" وقت ٹھنڈا کرو۔ حتی ساوی الظلال التلول یہاں تک کہ ٹیلوں کے سائے ان کے برابر ہو گئے اس وقت

نماز ادا فرمائی ۔" [1]

اب آپ بخاری شریف کی "حدیث ابوذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ" ملاحظہ فرمائیں اور پھر احمد رضا خان صاحب کے بیان کا اس کے ساتھ موازنہ کرکے اصل اور موصوف کے بیان میں فرق معلوم کریں ۔

"عن ابی ذر قال کنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فاراد المؤذن ان یؤذن فقال لہ ابرد ثم اراد ان یؤذن فقال لہ ابرد ثم اراد ان یؤذن فقال لہ ابرد حتی ساوی الظل التلول فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان شدۃ الحر من فیح جہنم" [2]

ترجمہ

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ۔ مؤذن نے اذان دینے کا ارادہ کیا ، آپ نے اسے فرمایا (وقت) ٹھنڈا کرو ۔ پھر اس نے اذان دینے کا ارادہ کیا ، آپ نے اسے فرمایا (وقت) ٹھنڈا کرو ۔ پھر اس نے اذان دینے کا ارادہ کیا ، آپ نے اسے فرمایا (وقت) ٹھنڈا کرو ۔ حتی کہ سایہ ٹیلوں کے برابر ہو گیا ۔ پھر آپ نے فرمایا یقیناً گرمی کی شدت جہنم کے سانس سے ہے "

یہاں پر موصوف نے بخاری شریف کی روایت نقل کرنے میں سوءِ حافظہ کی بناء

---

[1] محمد مصطفیٰ رضا خان : الملفوظ حصہ اول : ص ۳۳ ، ۳۴ مع حاشیہ ۔

[2] محمد بن اسماعیل البخاری : صحیح بخاری : جلد اول : ص ۸۷ ، ۸۸ ۔

پر دو غلطیاں کر دی ہیں۔

ا : احمد رضا خان صاحب بانی " فرقہ بریلویہ " نقل کرتے ہیں کہ۔

" مؤذن اذان کہہ کر حاضرِ بارگاہ ہوئے "

حالانکہ حدیث پاک کے الفاظ ہیں۔ " فاراد المؤذن ان یؤذن " یعنی مؤذن نے اذان دینے کا ارادہ کیا۔

ب : بریلویوں کے " اعلیٰ حضرت " نے بحوالہ " بخاری شریف " راوی کے الفاظ اس طرح نقل کئے ہیں۔

" حتی ساوی الظلال التلول "

حالانکہ آپ اصل حدیث شریف میں دیکھ چکے ہیں کہ راوی کے الفاظ وہ نہیں ہیں جو موصوف نے نقل کئے ہیں بلکہ راوی کے الفاظ یہ ہیں۔

" حتی ساوی الظل التلول "

لیکن خان صاحب بریلوی نے " الظل " واحد کے صیغہ کو " الظلال " جمع کے صیغہ سے بدل دیا۔ چونکہ انہوں نے اپنے نقل کردہ الفاظ کے مطابق ترجمہ بھی ساتھ ہی کر دیا ہے یعنی

" یہاں تک کہ ٹیلوں کے سائے ان کے برابر ہو گئے "

اس لئے اسے کتابت کی غلطی قرار نہیں دیا جا سکتا۔

یہاں سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ جو شخص برصغیر میں " وہابیت دشمنی " کا سب سے بڑا پرچارک اور مبلغ ہونے کے باوجود وہابیوں (غیر مقلدوں) کے ساتھ ایک اہم اختلافی مسئلہ میں " بخاری شریف "، ایسی اہم اور مشہور کتاب کا حوالہ بھی یاد نہیں رکھ سکتا تو وہ نسبتًہ غیر اہم اور عام طور پر پیش نہ آنے والے مسائل اور علمی باتیں کہاں تک یاد رکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے ؟

(۱۳)

"بِنُورِ اللّٰہ" کی جگہ "مِن نُورِ اللّٰہ"

احمد رضا خان صاحب ایک حدیث شریف ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں۔

" اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر من نور الله "[۱]

حالانکہ حدیث شریف کے اصل الفاظ اس طرح ہیں۔

" اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله "[۲]

ترجمہ: مؤمن کی فراست سے بچو، کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

لیکن احمد رضا خان صاحب کی " قوتِ حافظہ " کی کارستانی ملاحظہ ہو کہ ایسی عام اور مشہور حدیث میں بھی اس نے لفظ " ب " کو " من " سے تبدیل کر دیا۔

(۱۴)

حدیثِ سلمہ ابن اکوع رضی اللہ عنہ میں چار غلطیاں

احمد رضا خان صاحب سے سوال کیا گیا کہ۔

" حضور (صلی اللہ علیہ وسلم۔ ناقل) کے زمانہ میں بھی تجدید بیعت ہوتی تھی؟

خان صاحب بریلوی نے جواب دیا۔

" خود حضورِ اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے سلمہ ابن اکوع (رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ ناقل) سے ایک جلسہ میں تین بار بیعت لی۔ جہاد کو جا

---

[۱] محمد مصطفیٰ رضا خان: الملفوظ حصہ اول، ص ۱۰۸۔ [۲] جلال الدین سیوطی، الجامع الصغیر من احادیث البشیر النذیر، جلد اول، ص ۹۔ و کنوز الحقائق برحاشیہ جامع صغیر جلد اول، ص ۸۔

رہے تھے - پہلی بار فرمایا - سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بیعت کی تھوڑی دیر (بعد - ناقل) حضور (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ناقل) نے فرمایا - سلمہ! تم بیعت نہ کروگے ؟ عرض کی حضور ! ابھی کرچکا ہوں - فرمایا - وایضاً پھر بھی - انہوں نے پھر بیعت کی - اخیر میں جب سب حضرات بیعت سے فارغ ہوئے، پھر ارشاد ہوا، سلمہ ! تم بیعت نہ کروگے ؟ عرض کی یارسول اللہ میں دو بار بیعت کرچکا - فرمایا - وایضاً پھر بھی - غرض ایک جلسہ میں سلمہ (رضی اللہ تعالےٰ عنہ - ناقل) سے تین بار بیعت لی ان پر تاکیدِ بیعت میں راز یہ تھا کہ وہ ہمیشہ پیادہ جہاد فرمایا کرتے تھے اور مجمع کفار کا تنہا مقابلہ کرنا ان کے نزدیک کچھ نہ تھا -

ایک بار عبدالرحمن فاری کہ کافر تھا اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے اونٹوں پر آپڑا - چرانے والے کو قتل کیا اور اونٹ لے گیا - اسے قرائت سے قاری نہ سمجھ لیں بلکہ قبیلۂ بنی قارہ سے - سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو خبر ہوئی - پہاڑ پر جاکر ایک آواز تو دی کہ " یا صباحاہ " یعنی دشمن ہے - مگر اس کا انتظار نہ کیا کہ کسی نے سنی یا نہیں، کوئی آتا ہے یا نہیں ؟ تنہا ان کافروں کا تعاقب کیا - وہ چار سو تھے اور یہ اکیلے - وہ سوار تھے اور یہ پیادہ - مگر نبوی مدد ان کے ساتھ - اس محمدی شیر کے سامنے سے انہیں بھاگتے ہی بنی - اب یہ تعاقب میں ہیں - اپنا رجز پڑھتے جاتے ہیں -

انا سلمۃ ابن الاکوع ؛ والیوم یوم الرُّضع

میں سلمہ ابن اکوع ہوں اور تمہاری ذلت وخواری کا دن ہے " [1]

---

[1] محمد مصطفیٰ رضا خان : الملفوظ ، حصہ دوم ، ص ۴۴ ، ۴۵ -

چونکہ موصوف نے اس کا حوالہ ذکر نہیں کیا ہے، اس لئے ہم ہی عرض کرتے ہیں۔ کہ یہ واقعہ "مسلم شریف" جلد دوم؛ ص ۱۱۳، ۱۱۴ پر تفصیلاً مذکور ہے۔ اصل عربی عبارت نقل کرنے میں چونکہ طوالت کا خوف ہے اس لئے ہم صرف ان اہم اختلافات کو ذکر کرنے پر ہی اکتفا کرتے ہیں جو اصل اور احمد رضا خان صاحب کے بیان کے درمیان پائے جاتے ہیں۔

ا: خان صاحب بریلوی بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی بار بیعت لینے کے کچھ دیر بعد حضرت سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا۔

"سلمہ! تم بیعت نہ کرو گے؟ عرض کی یا حضور! ابھی کر چکا ہوں"

حالانکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بار استفہام نہیں فرمایا تھا بلکہ حکم دیا تھا کہ

بَایِعْ یَاسَلَمَۃُ، اے سلمہ بیعت کر۔

درحقیقت احمد رضا خان صاحب کو دھوکا اس سے لگا کہ تیسری بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کی ترغیب دیتے ہوئے استفہامی انداز میں ارشاد فرمایا تھا

"الا تبایعنی یاسلمۃ؛ اے سلمہ! تم میری بیعت نہیں کرو گے؟"

لیکن احمد رضا خان صاحب نے "قوتِ حافظہ" کی کمزوری کے باعث تیسری بار کا فرمایا ہوا جملہ، دوسری بار کا سمجھ لیا۔

ب: اس واقعہ کو بیان کرنے میں دوسری بہت بڑی اور سنگین غلطی احمد رضا خان صاحب نے یہ کی کہ "حضرت عبدالرحمٰن قاری رضی اللہ تعالٰی عنہ" کو کافر، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں پر حملہ کرنے والا، اور ان کے محافظ کا قاتل قرار دے دیا۔ حالانکہ یہ ساری کاروائی عبدالرحمٰن فزاری کی تھی۔ چنانچہ حدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں۔

"فلمّا أصبحنا اذا عبد الرحمٰن الفزاری قَدْ اَغار"

جب ہم نے صبح کی تو اچانک عبدالرحمن فزاری نے حملہ کر دیا۔

لیکن خان صاحب بریلوی نے اپنے بیان میں یہ سارے الزامات ایک ایسے شخص پر لگا دیئے جو ایک قول کے مطابق "صحابی" اور ایک قول کے مطابق "تابعی" ہیں[1]۔ یہ ہیں خان صاحب کی "قوت حافظہ" کے کرشمے۔

ج : بانی "فرقہ بریلویہ" بیان کرتے ہیں۔

"سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو خبر ہوئی، پہاڑ پر جا کر ایک آواز تو دی کہ "یا صَباحاہ ......"

حالانکہ یہ آواز انہوں نے ایک بار نہیں بلکہ تین بار لگائی تھی۔ چنانچہ حدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں۔

"فنَادَیتُ ثَلَاثًا یَاصَبَاحَاہُ"

میں نے تین بار آواز لگائی یا صباحاہ

لیکن احمد رضا خان صاحب ہیں کہ تین کو ایک بنائے جا رہے ہیں۔

د : بریلویوں کے "اعلیٰ حضرت" نے حضرت سلمہ ابن اکوع رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا "رجز" بایں الفاظ نقل کیا ہے۔

انا سلمة ابن الاكوع ❊ واليوم يوم الرضع

حالانکہ ان کا رجز اس طرح مذکور ہے۔

اقول انا ابن الاكوع

واليوم يوم الرضع

---

[1] احمد بن علی بن حجر العسقلانی : تقریب التہذیب ، ص ۲۰۶ ، مطبوعہ گوجرانوالا۔

اور ایک بار حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا۔

خذھا وانا ابن الاکوع ٭ والیوم یوم الرضع

حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ نقل کرنے میں احمد رضا خان صاحب نے جو فاش غلطیاں کی ہیں، ان سے بھی ان کی "قوتِ حافظہ" کا پول بخوبی کھل جاتا ہے۔

(۱۵)

کھانے کی دُعا بھی یاد نہیں

احمد رضا خان صاحب کھانے پر بسم اللہ پڑھنے کے سلسلہ میں بیان کرتے ہیں۔

"اگر کھانے کی ابتدا میں بھول جائے اور درمیان میں یاد آجائے فوراً بسم اللہ علیٰ اوّلہٖ و اٰخرہٖ پڑھ لے تو شیطان اسی وقت قے کر دیتا ہے" [۱]

احمد رضا خان صاحب کو اتنی عام بات تک صحیح طور پر یاد نہیں ہے کہ جب کوئی شخص کھانے کے شروع میں "بسم اللہ" پڑھنا بھول جائے تو درمیان میں یاد آنے کی صورت میں "بسم اللہ" کن الفاظ کے ساتھ پڑھنے کا حکم ہے۔ یہ الفاظ دو طرح سے کتبِ حدیث میں منقول ہیں۔

۱ : بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ

۲ : بِسْمِ اللّٰہِ فِیْ اَوَّلِہٖ وَاٰخِرِہٖ

لیکن احمد رضا خان صاحب پر ضعفِ حافظہ کا اتنا غلبہ ہے کہ انہیں اتنی

---

[۱] محمد مصطفیٰ رضا خان : الملفوظ حصہ دوم : ص ۹۵

عام باتیں بھی یاد نہیں رہتیں ۔ چنانچہ وہ ان منقولہ الفاظ کے برعکس یہ الفاظ بیان کرتے ہیں ۔

بسم اللہ علیٰ اَوَّلِہٖ وآخِرِہٖ

(۱۶)

سات غلطیاں

ایک جگہ احمد رضا خان صاحب عہدِ نبوی کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔

" عادتِ کریمہ تھی کہ کبھی شب میں اپنے اصحاب کرام کا تفقد احوال فرماتے مثلاً ایک شب نمازِ تہجد میں صدیق اکبرؓ پر گزر فرمایا ۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ بہت آہستہ پڑھ رہے ہیں ۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تشریف لے گئے ۔ ملاحظہ فرمایا کہ بہت بلند آواز سے پڑھتے ہیں ۔ بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرف تشریف لے گئے ۔ انہیں دیکھا کہ جابجا سے متفرق آیتیں پڑھ رہے ہیں ۔ صبح ہر ایک سے اس کے طریقے کا سبب دریافت فرمایا ۔

صدیق نے عرض کی " یارسول اللہ اسمعت من اناجیہ " میں جس سے مناجات کرتا ہوں اسے سنا لیتا ہوں ۔ یعنی اوروں سے کیا کام کہ آواز بلند کروں ۔

فاروق نے عرض کی " یارسول اللہ اطرد الشیطان واوقظ الموسنان " میں شیطان کو بھگاتا اور سوتوں کو جگاتا ہوں ۔ یعنی جہاں تک آواز پہنچے گی شیطان بھاگے گا اور تہجد والوں میں سے جس کی آنکھ نہ کھلی ہو وہ جاگ کر پڑھے گا ۔ اس لئے اس قدر زور سے پڑھتا ہوں ۔

حضرت بلال رضؓ نے عرض کی " یارسول اللہ کلام طیب یجمع اللہ بعضہ مع بعض " پاکیزہ کلام ہے کہ اللہ اس کے بعض کو بعض سے ملاتا ہے " ۔[1]

یہ حدیث جس میں تین صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی قرارت کا ذکر ہے، ابوداؤد شریف جلد اوّل، ص ۱۸۸، پر موجود ہے۔ اصل سے موازنہ کر کے دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ تینوں حضرات کا جواب نقل کرنے میں احمد رضا خان صاحب " ضعفِ حافظہ " کے باعث غلطی کا شکار ہو گئے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا جواب " ابوداؤد شریف " میں بایں الفاظ منقول ہے۔

" قد اسمعت من ناجیت یارسول اللہ "

لیکن احمد رضا خان صاحب نے " سوءِ حافظہ " کی بنا پر اس میں کئی تصرف کر دیئے۔

ا : لفظِ " قد " چھوڑ گئے۔

ب : لفظِ " نَاجَیْتُ " جو ماضی کا صیغہ ہے اسے مضارع کے صیغہ " اُنَاجی " سے تبدیل کر دیا۔

ج : لفظِ " مَن " کی طرف لوٹنے والی ضمیر " ہ " کا اضافہ کر دیا۔

د : لفظِ " یارسول اللہ " جو کلام کے اخیر میں تھا اسے مقدم کر دیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا جواب " ابوداؤد شریف " میں ان الفاظ کے ساتھ مذکور ہے۔

" یارسول اللہ اوقظ الوسنان و أطرد الشیطن "

لیکن خان صاحب بریلوی نے لفظِ " اطرد الشیطان " کو مقدم

---

[1] محمد مصطفیٰ رضا خان ، الملفوظ حصہ دوم : ص ۴۶، ۴۷۔

اور لفظِ " اوقظ الوسنان " کو مؤخر کر دیا۔

اسی طرح حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب " ابوداؤد شریف " میں اس طرح مذکور ہے۔

" کلام طیب یجمعه الله بعضه الی بعض "

احمد رضا خان صاحب نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب نقل کرنے میں بھی دو غلطیوں کا ارتکاب کیا ہے۔

ا : لفظِ " یجمعه " میں جو ضمیر مفعول " ہ " تھی، سوءِ حافظہ کی بناء پر اس کو حذف کر دیا۔

ب : لفظِ " الی " کو لفظِ " مع " کے ساتھ بدل دیا۔

یہ سب احمد رضا خان صاحب کی نام نہاد قوتِ حافظہ کی شوخیاں اور نیرنگیاں ہیں۔

(۱۷)

حدیثِ خضاب میں تین غلطیاں

بریلویوں کے چودھویں صدی کے مایۂ ناز " مجدد " سے " عرض " کیا گیا۔

" حضور ! ایک کتاب میں میں نے دیکھا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے وقت ریش مبارک میں خضاب تھا۔"

موصوف نے اس کے جواب میں " ارشاد " فرمایا۔

" خضاب سیاہ یا اس کی مثل حرام ہے۔ صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے۔

" غیروا هذا الشیب ولا تقربوا السواد "

اس سپیدی کو بدل دو اور سیاہی کے پاس نہ جاؤ "۔ [1]

[1] حاشیہ بر صفحۂ آئندہ

خرابیِ حافظہ کی بنا پر احمد رضا خان صاحب نے مسلم شریف کی حدیث صحیح طور پر نقل نہیں کی ۔ حدیث شریف کے اصل الفاظ یہ ہیں ۔

" قَالَ رسول الله صلی الله علیہ وسلم غیروا ھذا بشیٔ واجتنبوا السواد " [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس (سفیدی) کو کسی (رنگنے والی) چیز کے ذریعہ تبدیل کر دو ۔ اور سیاہی سے اجتناب کرو "

اب دیکھئے کہ اس حدیث کو نقل کرنے میں موصوف کئی غلطیاں کر گئے ہیں ۔

ا : لفظِ " ھٰذا " کے بعد اپنی طرف سے " الشیب " کا اضافہ کر دیا ۔

ب : حدیثِ پاک کے لفظ " بشیٔ " کو سرے سے ہی حذف کر دیا ۔

ج : لفظ " واجتنبوا " کو " لا تقربوا " سے تبدیل کر دیا ۔

(۱۸)

حدیثِ خضاب میں ردّ و بدل

مندرجہ بالا عرض کے جواب میں احمد رضا خان صاحب نے خضاب سیاہ کے حرام ہونے پر " صحیح مسلم شریف " کی حدیث کے علاوہ " سنن نسائی شریف " کی حدیث سے بھی استدلال کیا ہے چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ ۔

" سنن نسائی شریف کی حدیث میں ہے ۔

یأتی ناس یخضبون بالسواد کحواصل الحمام

---

[1] (حاشیہ صفحہ گزشتہ) محمد مصطفیٰ رضا خان : الملفوظ حصہ دوم ، ص ۹۶ ، ۹۷ ۔

[1] مسلم بن حجاج القشیری ، صحیح مسلم جلد دوم ص ۱۹۹ ۔ مطبوعہ دہلی ۔

لا یریحون رائحۃ الجنۃ "

کچھ آئیں گے کہ سیاہ خضاب کریں گے جیسے جنگلی کبوتروں کے نیلگوں پوٹے ۔ وہ جنت کی بو نہ سونگھیں گے "۔ [1]

اس حدیث شریف کو نقل کرنے میں بھی احمد رضا خان صاحب " سوءِ حافظہ " کا شکار ہو گئے ہیں ۔ حدیث کے اصل الفاظ یوں ہیں ۔

" عن ابن عباس رض رفعہ انہ قال قوم یخضبون بھذ السواد اٰخر الزمان کحواصل الحمام لا یریحون رائحۃ الجنۃ [2]

ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے مرفوعاً بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخر زمانے میں ایک قوم اس سیاہی کے ساتھ خضاب کرے گی ، کبوتر کے پوٹوں کیطرح وہ جنت کی خوشبو (بھی) نہ سونگھیں گے ۔

بریلویوں کے چودھویں صدی کے مجدد نے اس حدیث پاک کو نقل کرنے میں کئی تغیرات کر دیئے ہیں ۔

ا : حدیث پاک کے لفظِ " قوم " کی جگہ خود ساختہ الفاظ " یاتی ناس " درج کر دیئے ہیں ۔

ب : حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ مبارک " بھذا السواد " میں سے لفظِ " ھذا " کو ساقط کر کے " بالسواد " بنا دیا ۔

---

[1] محمد مصطفٰے رضا خان : الملفوظ حصہ دوم ، ص ۹۷ ۔

[2] احمد بن شعیب النسائی ، سنن نسائی : جلد دوم : ص ۲۷۷ : مطبوعہ دیوبند ۔

ج : نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ مبارک " اٰخر الزمان " کو تو بالکل ہی غائب کر دیا۔

یہ یاد رہے کہ احمد رضا خان صاحب اس سے پیشتر خضاب سیاہ کی حرمت پر ایک کتاب بھی لکھ چکے ہیں جس کا نام ہے۔

" حك العيب فی حرمة تسويد الشيب "

اس لئے اس مسئلے سے متعلق احادیث وغیرہ کا یاد رہنا زیادہ قرینِ قیاس تھا لیکن افسوس کہ ان کا "ضعفِ حافظہ" اس قدر بڑھا ہوا ہے کہ اس کے بارے میں تمام قیاس و اندازے غلط ثابت ہو جاتے ہیں۔

(۱۹)

حدیث "عقدِ لحیہ" میں چار اغلاط

خان صاحب بریلوی سے سوال کیا گیا کہ

" داڑھی چڑھانا کیسا ہے ؟ "

تو آپ نے جواب دیتے ہوئے " ارشاد " فرمایا۔

" حدیث میں ہے۔

" من عقد لحيته فاخبروه ان محمدا (صلى الله عليه وسلم) منه بری ء "

جو شخص داڑھی باندھے اسے خبر دے دو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بیزار ہیں [۱]

یہ حدیث ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت حصہ سوم صفحہ ۳۷، پر بھی موجود ہے۔ وہاں

---

[۱] محمد مصطفیٰ رضا خان : الملفوظ حصہ دوم، ص ۱۰۵۔

نسائی شریف کا حوالہ بھی دیا گیا ہے۔ نسائی شریف کی حدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں۔

یا رویفع لعل الحیاۃ ستطول بك بعدی فاخبر الناس أنه من عقد لحیته أو تقلد وترا او استنجی برجیع دابة أو عظم فان محمدا بریء منه[1]

حدیثِ نبوی کے یہ الفاظ مبارک

" او تقلد وترا او استنجی برجیع دابة أوعظم "

نقل نہ کرنے پر تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ کیونکہ کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے حدیثِ مبارک کا صرف وہی حصہ نقل کیا ہے جو ان کے زیرِ بحث مسئلہ سے متعلق تھا۔ لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ حدیث شریف کے متعلقہ حصہ کو بھی " سوءِ حافظہ " کی بناء پر صحیح طور پر نقل کرنے میں وہ کامیاب نہ ہو سکے اور کئی غلطیاں کر گئے۔

ا : موصوف کو یہ یاد نہ رہا کہ اس حدیث میں تو صرف حضرت رویفع رضی اللہ تعالٰی عنہ کو خطاب ہے۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واحد حاضر کا صیغہ استعمال فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

" یا رویفع ! لعل الحیاۃ ستطول بك بعدی فاخبر الناس "

لیکن احمد رضا خان صاحب یہ خیال کئے بیٹھے ہیں کہ اس حدیث میں خطاب عام لوگوں کو ہے۔ اسی لئے وہ جمع کا صیغہ " فاخبروا " نقل کر رہے ہیں۔

---

[1] احمد بن شعیب النسائی ؛ سنن نسائی شریف ، جلد دوم : ص ۲۷۶ ، ۲۷۷ ۔

ب : حدیثِ پاک کے الفاظ " من عمد لحیته " کے بعد انہوں نے اپنی طرف سے ایک جملہ " فاخبروه " کا اضافہ کر دیا۔

ج : اصل حدیث شریف میں " فان محمداً " " فا " کے ساتھ تھا بریلوی صاحب نے " فا " کو حذف کر دیا۔

د : حدیث کے الفاظ تھے " بریءٌ منه " لیکن خان صاحب نے، " قوتِ حافظہ " کے زور سے " منه " کو مقدم اور " بریءٌ " کو مؤخر کر دیا۔ یہ سب کرشمے ہیں چودہ سو سالہ تمام متداولہ اور غیر متداولہ کتب کو حفظ کرنے والے " کراماتی حافظے " اور " عبقری ذہانت " کے۔

(۲۰)

حدیثِ "ربا" میں تغیرات

احمد رضا خان صاحب نے " سود " کی حرمت میں وارد ہونے والی ایک حدیث کو بایں الفاظ نقل کیا ہے۔

" الربو ثلاثة وسبعون حوبا ایسرهن ان یقع الرّجل علی أمه۔

سود تہتر (۷۳) گناہ کے برابر ہے۔ جن میں سب سے ہلکا یہ کہ آدمی اپنی ماں سے زنا کرے " [1]

موصوف نے تو اس حدیث شریف کا حوالہ نہیں دیا ہے۔ لیکن یہ حدیث پاک " جمع الفوائد " میں درج ذیل الفاظ میں مذکور ہے۔

" الربو سبعون حوبًا أیسرها ان ینکح

---

[1] محمد مصطفی رضا خان : الملفوظ : حصہ دوم : ص ۱۰۶۔

الرجل امه [1]

ترجمہ : سود (کے) ستّر گناہ ہیں۔ ان میں سب سے ہلکا یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں سے زنا کرے "

احمد رضا خان صاحب نے نقل کرتے ہوئے اس میں کئی قسم کے تغیرات کر دیئے۔

ا : بعض روایات میں سود کے ستّر گناہوں کا ذکر ہے اور بعض میں بہتّر[2] گناہوں کا۔ لیکن خان صاحب بریلوی نے سود کے گناہ اپنی طرف سے تہتّر[3] بنا دیئے۔

ب : لفظِ " ایسرھا " کو " ایسرھن " بنا دیا۔

ج : لفظ " ان ینکح " کو " ان یقع " سے تبدیل کر دیا۔

د : حدیث شریف کے لفظ " امّہ " کے ساتھ ایک اور لفظ " علی " کا اضافہ کر دیا۔

(۲۱)

تحریف حدیث، چھ غلطیاں

احمد رضا خان صاحب نے سود کی مذمت میں ایک اور حدیث بایں الفاظ ذکر کی ہے۔

" من اکل درھم ربوا وھو یعلم انہ ربوا فکانما زنی بامہ ستا وثلاثین مرۃ "

جس نے دانستہ ایک درہم سود کا کھایا گویا اس نے چھتّیس[36] بار اپنی ماں سے زنا کیا۔ درہم تقریباً ساڑھے چار آنے کا ہوتا ہے تو فی دھیلا ایک بار ماں سے زنا ہوا[2]

---

[1] محمد بن محمد الفاسی المغربی رح : جمع الفوائد من جامع الاصول ومجمع الزوائد ، جلد اوّل : ص ۲۳۴۔

[2] محمد مصطفی رضا خان : الملفوظ حصہ دوم ، ص ۱۰۶۔

اس حدیث کا حوالہ اگرچہ انہوں نے ذکر نہیں کیا ہے۔ لیکن یہ حدیث شریف "مشکوٰۃ شریف" میں ان الفاظ کے ساتھ مذکور ہے۔

" قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درھم ربوا یأکلہ الرجل وھو یعلم اشد من ستۃ وثلاثین زنیۃ "[1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سود کا ایک درہم جسے انسان (سود کا) جانتے ہوئے کھاتا ہے (وہ) زیادہ سخت ہے چھتیس زنا سے۔

موصوف نے اس حدیث کو نقل کرنے میں خرابیٔ حافظہ کی بنا پر کئی غلطیاں کر دی ہیں۔

ا: حدیث شریف کے الفاظ " درھم ربوا " کے بعد سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد فرمودہ الفاظ " یأکلہ الرجل " کو حذف کر دیا۔

ب: حدیث شریف کے الفاظ " درھم ربوا " سے پہلے خود ساختہ الفاظ " من أکل " کا اضافہ کر دیا۔

ج: اصل حدیث میں " یعلم " کا مفعول مذکور نہیں ہے۔ لیکن بریلوی صاحب نے " انہ ربوا " کو مفعول بنا کر اپنی طرف سے اضافہ کر دیا۔

د: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا تھا۔

" اشد من ستۃ وثلاثین زنیۃ "

مگر "یہ عبقری ذہانت" والے صاحب اس کی جگہ خود ساختہ الفاظ

" فکانما زنی بامہ ستاو ثلاثین مرۃ "

ترجمہ: تو گویا اس نے اپنی ماں سے چھتیس بار زنا کیا۔

---

[1] ولی الدین محمد بن عبد اللہ، مشکوٰۃ المصابیح، جلد اول، ص ۲۴۶۔

ذکر کر رہے ہیں۔

۵ : اصل حدیث میں لفظِ " بامہ " کا کوئی ذکر نہیں ہے لیکن موصوف نے اپنی طرف سے اس کا اضافہ کر دیا۔

و : حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد فرمودہ لفظِ " اشد " کو تبدیل کر کے " فکانما " بنا دیا۔ جس سے یہ معنوی تغیر پیدا ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو سود کے ایک درہم کو چھتیس زنا سے زیادہ سخت قرار دے رہے ہیں۔ اور احمد رضا خان صاحب نے سود کے اس ایک درہم کو چھتیس زنا کے برابر قرار دے دیا۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

(۲۲)

حدیثِ "خاتم" میں متعدد اغلاط

بریلویوں کے " اعلیٰ حضرت " انگوٹھی پہننے کے سلسلہ میں حدیث شریف میں مذکور ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

" ایک صاحب خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے ان کے ہاتھ میں پیتل کی انگوٹھی تھی۔ ارشاد فرمایا

" مالی اری فی یدك حلیة الاصنام "

کیا ہوا کہ میں تمہارے ہاتھ میں بتوں کا زیور دیکھتا ہوں۔

انہوں نے اتار کر پھینک دی۔ دوسرے دن لوہے کی انگوٹھی پہن کر حاضر ہوئے۔ ارشاد فرمایا۔

" مالی اری فی یدك حلیة اهل النار "

کیا ہوا کہ میں تمہارے ہاتھ میں دوزخیوں کا زیور دیکھتا ہوں۔

انہوں نے اتار کر پھینک دی۔ اور عرض کیا۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

کس چیز کی انگوٹھی بناؤں ؟ ارشاد فرمایا۔

" اتخذوہ من الورق ولا تتمہ مثقالا "

چاندی کی بناؤ اور ایک مثقال (یعنی ساڑھے چار ماشہ) پوری نہ کرو۔[۱]

احمد رضا خان صاحب نے تو اس کا ماخذ ذکر نہیں کیا ہے ، اس لئے ہم ہی ذکر کرتے ہیں کہ یہ واقعہ " ابوداؤد شریف " میں درج ذیل الفاظ میں مذکور ہے۔

" .... ان رجلا جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ خاتم من شبہ فقال لہ مالی اجد منک ریح الاصنام فطرحہ ثم جاء وعلیہ خاتم من حدید فقال مالی اری علیک حلیۃ اھل النار فطرحہ فقال یا رسول اللہ من ای شئ اتخذہ قال اتخذہ من ورق ولا تتمہ مثقالاً "[۲]

ترجمہ : ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حال میں آیا کہ اس کے ہاتھ میں پیتل کی انگوٹھی تھی۔ آپ نے اسے فرمایا کیا بات ہے کہ میں تجھ سے بتوں کی بُو پاتا ہوں ؟ اس شخص نے اسے پھینک دیا۔ پھر اس حال میں آیا کہ اس پر لوہے کی انگوٹھی تھی۔ آپ نے فرمایا کیا بات ہے کہ میں تجھ پر جہنمیوں کا زیور دیکھتا ہوں۔ ؟ اس نے اسے بھی پھینک دیا۔ پھر اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں انگوٹھی کس چیز سے بناؤں ؟ آپ نے فرمایا چاندی سے بنالو اور اسے پورا ایک مثقال نہ بنانا "

---

[۱] محمد مصطفیٰ رضا خان : الملفوظ حصہ سوم ، ص ۲ ، ۳۔

[۲] سلیمان بن اشعث السجستانی : سنن ابوداؤد شریف ، جلد دوم : ص ۲۴۔

اس حدیث کو دیکھنے سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب کوئی صاحب اوّل بار پیتل کی انگوٹھی پہن کر تشریف لائے تھے تو آپ نے فرمایا تھا۔

" مالی اجد منك ريح الاصنام "

ا : لیکن احمد رضا خان صاحب کی " حیرت انگیز قوتِ حافظہ " کا کمال ملاحظہ ہو کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

" مالی أرى فی یدك حلية الاصنام "

ب : موصوف فرماتے ہیں۔

" دوسرے دن لوہے کی انگوٹھی پہن کر حاضر ہوئے "

حالانکہ آپ اصل حدیث میں دیکھ چکے ہیں کہ " دوسرے دن " کا ذکر کہیں نہیں ہے۔ ہاں البتہ دوسری بار آنے کا ذکر ہے۔ شاید ان کے ہاں " دوسری بار " " دوسرے دن " ہی ہوتا ہو۔

ج : جب وہ صاحب دوسری بار لوہے کی انگوٹھی پہن کر حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ارشاد فرمایا تھا۔

" مالی أرى عليك حلیلة اهل النار "

جب کہ احمد رضا خان صاحب " سوءِ حافظہ " کی بنا پر " علیك " کی جگہ " فی یدك " نقل کر رہے ہیں۔

د : حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تیسری بار کا ارشاد گرامی " اتخذه من ورق " نقل کرتے ہوئے " ورق " نکرہ کو " الف لام " لگا کر معرفہ بنا دیا۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں۔

" عرض کیا، یا رسول اللہ کس چیز کی انگوٹھی بناؤں ؟ ارشاد فرمایا " اتخذه من الورق ...... "

گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی مخصوص چاندی سے انگوٹھی بنانے کا حکم فرما رہے ہیں - یہ ہیں احمد رضا خان صاحب کی " قوتِ حافظہ " کے نمونے -

(۲۳)

سفر کی دُعا بھی یاد نہیں

بانی " فرقہ بریلویہ " سے سوال کیا گیا کہ

" اللہ صاحب کہنا کیسا ہے ؟ "

تو جواباً انہوں نے " ارشاد " فرمایا -

" جائز ہے - حدیث میں ہے -

اللّٰھم انت الصاحب فی السفر و الخلیفۃ فی المال والاھل والولد " [۱]

خان صاحب نے جس حدیث کو استدلال میں پیش کیا ہے وہ درحقیقت سفر کی ایک دعا ہے - جس طرح بانی " فرقہ بریلویہ " کو یہ صحیح طور پر معلوم نہ تھا کہ کھانے کی ابتداء میں اگر کوئی شخص " بسم اللہ " بھول جائے تو درمیان میں یاد آنے کی صورت میں کن الفاظ میں تسمیہ پڑھنا چاہیئے ؟ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے - اسی طرح ان کے اس قول سے ثابت ہوا کہ انہیں سفر کی یہ دعا بھی صحیح طور پر یاد نہیں ہے - یہ دعا " حصن حصین " میں موجود ہے - مگر اس میں متعلقہ حصے کے الفاظ اس طرح ہیں -

" اللّٰھم انت الصاحب فی السفر والخلیفۃ فی الاھل

اللّٰھم انی اعوذ بك من وعثاء السفر وکآبۃ المنظر وسوء المنقلب فی المال والاھل والولد " [۲]

---

[۱] محمد مصطفیٰ رضا خان : الملفوظ حصہ سوم ص ۳ ؛ [۲] شمس الدین محمد الجزری : حصن حصین مترجم اردو : ص ۱۸۱ مطبوعہ تاج کمپنی لاہور

ترجمہ : اے اللہ ! تو ہی سفر میں (ہمارا) رفیق اور گھر بار میں (ہمارا) قائم مقام ہے۔ اے اللہ ! میں تجھ سے سفر کی سختیوں سے اور (سفر میں کسی) تکلیف دہ منظر سے اور بیوی، بچوں اور مال و منال میں تکلیف دہ واپسی سے پناہ مانگتا ہوں۔"

احمد رضا خان صاحب نے اس دعا کے پورے خط کشیدہ حصہ کو ضعف حافظہ کی بنا پر زیب طاقِ نسیان کر دیا۔ یہاں سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جس شخص کو عام روزمرہ کی دعائیں تک صحیح طور پر یاد نہیں ہیں۔ اس کے بارے میں یہ دعویٰ کہ اسے چودہ سو سال کی تمام متداولہ اور غیر متداولہ کتابیں بقیدِ صفحہ و سطر یاد تھیں، عقل و خرد کا منہ چڑانے سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

(۲۴)

حدیث قیام اللیل کو سنۃ الفجر پر منطبق کر دیا

احمد رضا خان صاحب سے سوال کیا گیا کہ۔

"سنۃ الفجر اوّل وقت پڑھے یا متصل فرضوں کے ؟"

تو جنابِ موصوف نے جواباً فرمایا۔

"اوّل وقت پڑھنا اولیٰ ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

"جب انسان سوتا ہے، شیطان تین گرہ لگا دیتا ہے۔ جب صبح اٹھتے ہی وہ رب عزوجل کا نام لیتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ اور وضو کے بعد دوسری اور جب سنتوں کی نیت باندھی تیسری بھی کھل جاتی ہے۔"

لہٰذا اوّل وقت سنتیں پڑھنا اولیٰ ہے"۔ [1]

[1] (حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

جس حدیث کو خان صاحب بریلوی نے استدلال میں پیش کیا ہے، پہلے آپ اس حدیث کی اصل عبارت ملاحظہ فرمالیں تاکہ آپ پر ان کی غلطی بخوبی واضح ہو جائے حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعقد الشیطان علی قافیۃ رأس احدکم اذا ھو نام ثلث عقد یضرب علی کل عقدۃ علیك لیل طویل فارقد فان استیقظ فذکر اللہ انحلت عقدۃ فاصبح نشیطا طیب النفس والا اصبح خبیث النفس کسلان ۔[۱]

بریلوی ترجمہ: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کوئی سوتا ہے تو شیطان اس کے سر کی گدی پر تین گرہیں لگا دیتا ہے ہر گرہ پر یہ ڈالتا ہے کہ ابھی رات بہت ہے سو جا۔ پھر اگر بندہ بیدار ہو جائے تو اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر اگر وہ وضوء کرے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر اگر نماز پڑھ لے تو تیسری گرہ کھل جاتی ہے۔ اور وہ خوش دل، پاک نفس صبح کرتا ہے وگرنہ پلید طبیعت اور سست صبح پاتا ہے۔[۲]

اب دیکھئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صرف اتنا ارشاد فرمایا تھا کہ اگر سو کر اٹھنے

---

[۱] حاشیہ صفحہ گزشتہ: محمد مصطفیٰ رضا خان: الملفوظ حصہ سوم: ص ۱۹۔

[۱] ولی الدین محمد بن عبد اللہ: مشکوۃ المصابیح: ص ۱۰۸۔

[۲] احمد یار خان: مراۃ المناجیح اردو شرح مشکوۃ المصابیح: جلد دوم: ص ۲۵۳۔

والا ذکر اور وضو کر کے نماز بھی پڑھ لے تو شیطان کی لگائی ہوئی تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے۔ لہٰذا اگر کسی شخص نے بیدار ہو کر تہجد کی نماز پڑھ لی یا تنگئ وقت کے باعث صرف رات کے چھوڑے ہوئے وتر ہی پڑھ لئے تو بھی از روئے حدیثِ پاک وہ تیسری گرہ کھل جاتی ہے۔ لیکن احمد رضا خان صاحب بمقصدِ حدیث کے برعکس تیسری گرہ کھلنے کو فجر کی سنتوں کے ساتھ معلق کر رہے ہیں۔

یہ بات یاد رہے کہ محدثین کرام اس حدیث کو " قیام اللیل " کے ذیل میں ذکر کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ خان صاحب بریلوی نے تمام نوافل چھوڑ رکھے تھے جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں۔

" پہلی بار کی حاضری (۱۲۹۵ھ : ۱۸۷۸ء : ناقل) میں منیٰ شریف کی مسجد میں مغرب کے وقت حاضر تھا۔ اس وقت میں وظیفہ بہت پڑھا کرتا تھا۔ اب تو بہت کم کر دیا ہے۔ بحمداللہ تعالےٰ میں اپنی حالت وہ پاتا ہوں جس میں فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ سنتیں بھی ایسے شخص کو معاف ہیں۔ لیکن الحمد للہ سنتیں کبھی نہ چھوڑیں نفل البتہ اسی روز سے چھوڑ دیئے ہیں "۔ [1]

اس لئے ظاہر ہے کہ وہ نمازِ تہجد نہیں پڑھا کرتے تھے۔ اس لئے بیداری کے بعد ان کی پہلی نماز سنتِ فجر ہی تھی ۔ اس بنا پر انہوں نے اپنے بارے میں یہ خیال کر لیا کہ مجھ پر لگی ہوئی شیطان کی تیسری گرہ فجر کی سنتوں سے کھلتی ہے۔ رفتہ رفتہ یہ تصور پختہ اور مستحکم ہو گیا ، اُدھر ضعفِ حافظہ کے باعث حدیث پاک کے اصل الفاظ انہیں مستحضر نہیں رہے۔ بنا بریں وہ لوگوں کو یہ بتانے لگے کہ شیطان کی لگائی

---

[1] محمد مصطفیٰ رضا خان : الملفوظ حصہ چہارم : ص ۴۵۔

ہوئی گو وہ تیسری گرہ سنتِ فجر سے کھلتی ہے۔

(۲۵)

تین حدیثوں کا خلا ملا

احمد رضا خان صاحب سے پوچھا گیا کہ "علاج کرنا سنت ہے یا نہ کرنا؟"

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے فرمایا "دونوں سنت ہیں" یہ بھی ارشاد ہوا ہے۔

"تداووا عباد اللہ فان الذی انزل الداء انزل الدواء لکل داء"

ترجمہ: علاج کرو اے اللہ کے بندو! کہ جس نے مرض اتارا ہے اسنے ہر مرض کی دوا بھی اتاری ہے[1]"

خانصاحب بریلوی نے جو حدیث ذکر کی ہے وہ درحقیقت تین مختلف حدیثوں کو جوڑ کر حدیث کے نام پر ایک عبارت تیار کرلی ہے۔ موصوف نے حدیث کے نام پر جو عبارت پیش کی ہے اس کا اکثر حصہ وہ حدیث ہے جو علامہ مناوی رحنے ذکر کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

"تداووا فان الذی انزل الداء انزل الدواء"

ترجمہ: علاج کرو، کیوں کہ جس ذات نے بیماری نازل کی ہے اسنے دوا بھی نازل کی ہے[2]"

لفظِ "عباد اللہ" موصوف نے ایک اور حدیث سے لیا ہے جو ترمذی شریف میں بایں الفاظ منقول ہیں۔

"قالت الاعراب یارسول اللہ الا نتداوی قال نعم یا عباد اللہ تداووا فان اللہ لم یضع داءً الا وضع لہ شفاءً او قال دواءً الا داءً واحداً فقالوا یا رسول اللہ وما ھو قال الھرم[3]"

---

[1] محمد مصطفیٰ رضا خان: الملفوظ حصہ سوم: ص ۳۰

[2] عبد الرؤف المناوی: کنوز الحقائق برحاشیہ جامع صغیر سیوطی: ص ۱۰۵: جلد اول: مطبوعہ مصر

[3] محمد بن عیسیٰ الترمذی: ترمذی شریف: ص ۲۵: جلد دوم۔

ترجمہ : أعراب نے کہا یارسول اللہ ! کیا دوا نہ کریں ہم ؟ فرمایا ہاں اے اللہ کے بندو ! دوا کرو کیونکہ اللہ نے نہیں رکھی کوئی بیماری مگر اس کے لئے شفاء (یا آپ نے فرمایا) دواء (بھی) رکھی ہے۔ سوائے ایک مرض کے۔ انہوں نے کہا یارسول اللہ ! وہ کیا ہے ؟ آپ نے فرمایا ، بڑھاپا "

لفظِ " لکل داء " خان صاحب نے ایک اور حدیث سے اڑایا ہے جو ابو داؤد شریف میں اس طرح مذکور ہے۔

" قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أن الله أنزل الداء والدواء وجعل لكل داء دواء فتداووا ولا تتداووا بحرام " [1]

ترجمہ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے بیماری اور دواء (دونوں) نازل کی ہیں اور ہر بیماری کی دوا بنائی ہے۔ لہذا علاج کرو ، اور حرام سے علاج نہ کرنا "

اب احمد رضا خان صاحب کی قوتِ حافظہ کا کرشمہ ملاحظہ ہو کہ اس بنے دوسری حدیث سے لفظِ " عباد الله " اٹھا کر پہلی حدیث کے اندر داخل کر دیا۔ اور تیسری حدیث سے لفظ " لکل داء " اچک کر پہلی حدیث کے آخر میں جوڑ دیئے۔

(۲۶)

"نہی" کو "انی حرمت" بنا دیا

بانی " فرقہ بریلویہ " سے عرض کیا گیا۔

" حدیث شریف میں آیا ہے " انی حرمت کل مسکر و مفتر "

اور افیون مفتر ہے تو چاہیئے کہ حرام ہو "

تو خان صاحب بریلوی نے اس کے جواب میں فرمایا۔

[1] حاشیہ برصفحہ آئندہ

"ہاں اگر حد تفتیر کو پہنچے گی تو حرام ہے"۔ ؎۱

سائل نے جو حدیث پیش کی ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ بلکہ حدیث کی صحیح اور اصل عبارت بروایت ابو داؤد اس طرح ہے۔

"نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن کل مسکر ومفتر"۔ ؎۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نشہ آور اور مفتر سے منع فرمایا ہے"۔

اگر خانصاحب بریلوی کو حدیث پاک کے اصل الفاظ یاد ہوتے تو ضرور سائل کی تصحیح کرتے۔ جیسا کہ ایک اور مقام پر انہوں نے "آیت" غلط نقل کرنے والے سائل کی تصحیح کرتے ہوئے کہا تھا کہ

"سب سے زیادہ خوفناک تحریف یہ ہے کہ "تتخذون علیهم مساجد" کو قرآنِ عظیم کا لفظِ کریم بنالیا۔ حالانکہ یہ جملہ قرآنِ عظیم میں کہیں نہیں۔ یہ تینوں لفظ متفرق طور پر ضرور قرآنِ عظیم میں آئے ہیں۔ مثلاً "تتخذون مصانع" "أنعمت علیهم" "ومساجد یذکر فیها اسم اللہ" مگر اس ترکیب و ترتیب سے کہیں نہیں"۔ ؎۳

اسی بنا پر ہم کہتے ہیں کہ اگر موصوف کو یہ حدیث بھی صحیح طور پر یاد ہوتی تو سائل کو

؎۱ حاشیہ صفحہ گزشتہ: سلیمان بن اشعث السجستانی: ابو داؤد شریف، جلد دوم: ص ۱۸۵۔

؎۱ محمد مصطفیٰ رضا خاں: الملفوظ حصہ سوم، صفحہ ۴۲، ۴۳۔

؎۲ سلیمان بن اشعث السجستانی: ابو داؤد شریف: جلد دوم: ص ۱۶۳۔

؎۳ احمد رضا خاں: بریق المنار بشموع المزار: ص ۲۷، ۲۸، مطبوعہ لاہور۔

• ضرور ٹوکتے ۔ لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ انہیں تو عام روزمرہ پڑھی جانے والی مسنون دعائیں بھی یاد نہیں ہیں تو اس قسم کے عام طور پر پیش نہ آنے والے مسائل سے متعلقہ احادیث موصوف کو کیسے یاد رہ سکتی ہیں ۔ ؟

(۲۷)

دو حدیثوں کو گڈمڈ کر دیا

بریلویوں کے چودہویں صدی کے "مجدد" خفیہ طور پر صدقہ کرنے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔

"چھپا کر دینا محتاجوں کو اعلیٰ وافضل ہے ۔ حدیث میں ارشاد فرمایا ۔

صدقة السر تدفع میتة السوء و تطفئ غضب الرب ۔

چھپا کر صدقہ دینا بری موت سے بچاتا ہے اور رب العزت جل جلالہ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے ۔" [۱]

اس مقام پر بھی احمد رضا خان صاحب نے سوءِ حافظہ کی بنا پر دو مختلف حدیثوں کو گڈمڈ کر دیا ۔ چھپا کر صدقہ دینے کی فضیلت سے متعلق حدیث کے الفاظ یہ ہیں ۔

"صدقة السر تطفئ غضب الرب" [۲]

ترجمہ : چھپا کر صدقہ دینا اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے ۔"

دوسری حدیث شریف جس میں "بری موت" سے حفاظت کا ذکر ہے وہ اس طرح ہے ۔

---

۱ محمد مصطفیٰ رضا خان ، الملفوظ حصہ سوم ، ص ۴۹ ۔

۲ جلال الدین عبدالرحمن السیوطی : الجامع الصغیر : ص ۴۴ ، جلد دوم

" الصدقة تطفئ غضب الرب وتدفع ميتة السوء "[1]

ترجمہ: صدقہ، اللہ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بری موت کو دور کرتا ہے "

اب آپ احمد رضاخان صاحب کی قوتِ حافظہ کا کمال ملاحظہ فرمائیں کہ اس نے " تدفع میتة السوء " کا جملہ دوسری حدیث سے اٹھا کر پہلی حدیث کے درمیان میں لفظِ " صدقة السر " کے بعد بڑھا دیا۔

(۲۸)

بریلویوں کے " اعلیٰ حضرت " سے پوچھا گیا۔

" قواعدِ رویتِ ہلال یقینی ہیں یا تخمینی ؟

جواباً موصوف نے " رویت ہلال " کے قواعد کو تخمینی اور مشکوک قرار دیتے ہوئے فرمایا۔

" سیدھا حساب جو ہمارے آقا و مولےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے سکھایا ہے وہ کبھی نہ ٹوٹ سکتا ہے، نہ ٹوٹے گا۔

" انا امة امية لا نكتب ولا نحسب، الشهر ألا هكذا وهكذا وهكذا فان غم عليكم فعدوا ثلاثين "

ہم امتِ امیہ ہیں نہ لکھتے ہیں نہ حساب کرتے ہیں۔ مہینہ انتیس ۲۹ کا ہے یا تیس ۳۰ کا۔ تو اگر تمہیں شبہ پڑجائے تو تیس کی گنتی پوری کرلو "[2]

---

[1] محمد بن محمد الفاسی المغربی ، جمع الفوائد من جامع الاصول و مجمع الزوائد ، ص ۲۵۶ ، ج ۱ حدیث نمبر ۲۸۸۶

[2] محمد مصطفیٰ رضاخان ، الملفوظ حصہ سوم ، ص ۶۲ ۔

یہاں پر بھی خان صاحب بریلوی نے دو مختلف حدیثوں کو گڈمڈ کر دیا ہے۔ اور دوسری حدیث کے الفاظ بھی از خود تیار کر لیئے ہیں۔ نیز پہلی حدیث میں ایک لفظ کا اضافہ اپنی طرف سے کر دیا ہے۔ موصوف نے جن احادیث کو خلط کر دیا ہے۔ ان میں سے ایک حدیث یہ ہے۔

" قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انا أمة أمية لا نكتب ولا نحسب الشهر هكذا و هكذا و هكذا و عقد الابهام في الثالثة ثم قال الشهر هكذا و هكذا و هكذا يعني تمام الثلاثين يعني مرة تسعا وعشرين و مرة ثلاثين " [1]

دوسری حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں۔

" قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته فان غم عليكم فاكملوا عدة شعبان ثلاثين " [2]

اب موصوف کی قوت حافظہ کا کمال ملاحظہ فرمائیں کہ

ا : اس نے کس طرح پہلی حدیث کے خط کشیدہ حصہ کو لے کر اس کے ساتھ دوسری حدیث کا خط کشیدہ نامکمل جملہ جوڑ دیا۔

ب : پہلی حدیث میں پہلی بار آنے والے لفظ " الشهر " کے بعد اپنی طرف سے ایک کلمہ " الّا " کا اضافہ کر دیا۔

---

[1] ولی الدین محمد بن عبداللہ ، مشکوۃ شریف ، ص ۱۷۴۔

[2] " " " "

ج : دوسری حدیث میں آنے والے کلمات " فان غم علیکم " کی جزاء مختلف روایات میں بالفاظِ مختلفہ منقول ہے ۔

ا : فاکملوا العدۃ ثلاثین ۔ [1]

ب : فاقدروا لہ ۔ [2]

ج : فاکملوا عدۃ شعبان ثلاثین ۔ [3]

د : فاکملوا شعبان ثلاثین ۔ [4]

ہ : فاتموا ثلاثین ۔ [5]

لیکن احمد رضا خان صاحب نے ان تمام روایات کے برعکس خود ساختہ الفاظ " فعدوا ثلاثین " کو " جزاء " بنا کر " فان غم علیکم " کے ساتھ جوڑ دیا ہے ۔ یہ ہیں " موصوف " کی " اعلیٰ قوت حافظہ " کے نمونے ۔

(۲۹)

ولا صُورۃ کو " او تصاویر " بنا دیا

فرقہ " بریلویہ " کے بانی سے سوال کیا گیا کہ " کتے کا رُواں تو ناپاک نہیں ؟ "

موصوف نے جواباً " ارشاد " فرمایا ۔

---

[1] ولی الدین محمد بن عبداللہ ، مشکوٰۃ المصابیح : ص ۱۷۴ ۔

[2] " " " "

[3] " " " "

[4] جلال الدین السیوطی ، الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر : ص ۴۷ : جلد دوم ۔

[5] " " " "

"صحیح یہ ہے کہ کتے کا صرف لعاب نجس ہے۔ لیکن بلا ضرورت پالنا نہ چاہیئے کہ رحمت کا فرشتہ نہیں آتا۔ حدیث صحیح ہے کہ

"جبرئیل کل کسی وقت حاضری کا وعدہ کر کے چلے گئے۔ دوسرے دن انتظار رہا مگر وعدہ میں دیر ہوئی اور جبرئیل حاضر نہ ہوئے۔ سرکار باہر تشریف لائے۔ ملاحظہ فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام درِ دولت پر حاضر ہیں۔ فرمایا کیوں؟ عرض کیا۔

"انا لا ندخل بیتا فیہ کلب اوتصاویر"

رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں آتے جس میں کتا ہو یا تصویر ہو"

اندر تشریف لائے سب طرف تلاش کیا کچھ نہ تھا۔ پلنگ کے نیچے ایک کتے کا پلاّ نکلا۔ اسے نکالا تو حاضر ہوئے" [۱]

یہ حدیث شریف جس میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے اندر تشریف نہ لانے اور باہر دروازہ پر کھڑے رہنے کا ذکر ہے "سنن ابن ماجہ شریف" میں بایں الفاظ مذکور ہے۔

"عن عائشۃ قالت واعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبرئیل علیہ السلام فی ساعۃ یاتیہ فیہا فراث علیہ فخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا ھو بجبرئیل قائم علی الباب فقال ما منعک ان تدخل قال ان فی البیت کلبا و انا لا ندخل بیتا فیہ کلب ولا صورۃ" [۲]

---

[۱] محمد مصطفےٰ رضا خان، الملفوظ حصہ سوم، ص ۶۵/۶۶؛ [۲] محمد بن ماجہ القزوینی، سنن ابن ماجہ: ص ۲۶۸۔

ترجمہ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت میں آنے کا وعدہ کیا جس میں وہ (عموماً) آیا کرتے تھے۔ پھر انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر (آنے میں) تاخیر کی تو آپ باہر نکلے تو کیا دیکھتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام دروازہ پر کھڑے ہیں۔ آپ نے فرمایا اندر آنے سے کیا چیز مانع ہے؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا گھر میں کتا ہے۔ اور ہم اس گھر میں نہیں داخل ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔"

احمد رضا خان صاحب نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کا جواب غلط نقل کیا ہے۔ کیوں کہ ان کے نقل کردہ الفاظ یہ ہیں۔

" انا لا ندخل بيتا فيه كلب أو تصاوير "

حالانکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے جواب کے اصل الفاظ یہ ہیں۔

" انا لا ندخل بيتا فيه كلب ولا صورة "

لیکن احمد رضا خان صاحب نے اپنی " قوتِ حافظہ " کے زور سے " ولا صورة " کو " أو تصاوير " بنا دیا۔

(۳۰)

عورت کو شوہر کے جرم میں شریک ٹھہرا دیا

خان صاحب بریلوی سے عرض کیا گیا کہ۔

" جو شخص مہر قبول کرتے وقت یہ خیال کرے کہ کون ادا کرتا ہے اس وقت تو قبول کر لو پھر دیکھا جائے گا، ایسے لوگوں کا کیا حکم ہے؟ "

موصوف نے جواب دیتے ہوئے فرمایا۔

" حدیث میں ارشاد فرمایا۔ ایسے مرد و عورت قیامت کے روز زانی و زانیہ اٹھیں گے " لہ

خان صاحب بریلوی نے جس حدیث شریف کو جواب میں پیش کیا ہے اس کے اصل الفاظ یہ ہیں۔

" ایما رجل تزوج امرأة علی ما قل من المہر او کثر لیس فی نفسہ ان یؤدی الیہا حقہا لقی اللہ یوم القیامۃ وھو زان " لہ

ترجمہ: جس شخص نے کسی عورت سے کم یا زیادہ مہر پر نکاح کیا، اس عورت کے حق (مہر) کو ادا کرنا اس کے جی میں نہیں ہے تو وہ شخص قیامت کے روز اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ زانی ہوگا "

اب دیکھئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صرف مرد کا ذکر فرمایا تھا لیکن احمد رضا خان صاحب نے عورت کو بھی ساتھ ہی نتھی کر دیا۔ حالانکہ معمولی عقل و فہم والا انسان بھی یہ سمجھ سکتا ہے کہ جس نکاح میں باقاعدہ مہر کا ذکر کیا گیا ہے اور مرد اس مہر کو قبول کرتے ہوئے نکاح کرتا ہے، ایسا نکاح یقیناً شرعاً صحیح و درست ہے۔ اب اگر شوہر کی نیت مہر ادا کرنے کی نہیں ہے تو یہ جرم شوہر کا ہے نہ کہ عورت کا۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف شوہر کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا کہ " ایسا شخص قیامت کے روز اس حالت میں اٹھایا جائے گا کہ وہ زانی ہوگا " لیکن احمد رضا خان صاحب نے عقل و خرد کو بالائے طاق رکھتے ہوئے بلا وجہ عورت کو بھی شوہر کے جرم میں شریک

لہ محمد مصطفےٰ رضا خان: الملفوظ حصہ سوم، ص ۲۰۷۔ لہ محمد بن محمد الفاسی المغربی: جمع الفوائد من جامع الاصول و مجمع الزوائد، ص ۳۸۰، جلد اول حدیث نمبر ۴۱۶۸۔

ٹھہرا دیا اور یہ فتوے دے دیا کہ

" ایسے مرد و عورت قیامت کے روز زانی و زانیہ اٹھیں گے " ع

بریں عقل و دانش بباید گریست

اگر انہیں حدیث شریف کے اصل الفاظ یاد ہوتے تو وہ بلا وجہ اتنی بڑی غلطی کے مرتکب نہ ہوتے ۔ یہاں سے نہ صرف احمد رضا خان صاحب کی قوت حافظہ بلکہ ان کی فہم و ذکاء کا بھی بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے ۔



فاضل بریلوی کو
فقہی حوالے بھی صحیح طور پر یاد نہ تھے

(۳۱)
"العقود الدریہ" کی عبارت نقل کرنے میں ۲ دو غلطیاں

خان صاحب بریلوی سے عرض کیا گیا۔

"عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں، باپ۔ نانا، نانی۔ دادا، دادی۔ ماموں چچا وغیرہ کھائیں یا نہیں؟"

موصوف جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں۔

"سب کھا سکتے ہیں۔ کلوا وتصدقوا و ایتجروا۔

"عقود الدریہ" میں ہے۔ احکامها أحکام الأضحیہ [۱]"

حالانکہ "عقود الدریہ" میں الفاظ اس طرح نہیں ہیں جیسے خان صاحب بریلوی نے نقل کئے ہیں۔ بلکہ اصل الفاظ یہ ہیں۔

"حکمها کاحکام الاضحیة [۲]"

موصوف نے لفظ "حکم" کو "أحکام" سے تبدیل کر دیا۔
نیز حرف تشبیہ "ک" کو حذف کر دیا۔

ٌ

---

۱ محمد مصطفیٰ رضا خان، الملفوظ حصہ اوّل: ص ۴۶۔

۲ محمد امین ابن عابدین، العقود الدریہ، جلد دوم: ص ۲۱۳۔

(۳۲)

فتاوی عالمگیری کی ایک عبارت خلط ملط

احمد رضا خان صاحب موجودہ دور کے " روافض " کے بارے میں شرعی حکم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

" آج کل کے روافض تو عموماً ضروریات دین کے منکر اور قطعاً مرتد ہیں۔ ان کے مرد یا عورت کا کسی سے نکاح ہو سکتا ہی نہیں......

...... " عالمگیریہ" میں "ظہیریہ" سے ہے احکامہم أحکام المرتدین۔ اسی میں ہے۔

لا یجوز نکاح المرتد مع مسلمة ولا کافرة اصلیة ولا مرتدة وکذا لا یجوز نکاح المرتدة مع أحد [1]

اب آپ " فتاوی عالمگیریہ " کی اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں اور بریلویوں کے " مجدد مائۃ حاضرہ " کی " قوتِ حافظہ " اور " یاد داشت " کی داد دیں۔

" ولا یجوز للمرتد أن یتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا کافرة اصلیة وکذالك لا یجوز نکاح المرتدة مع أحد [2]

ترجمہ: مرتد کے لئے کسی مرتد عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں، اور نہ مسلمان

---

[1] محمد مصطفی رضا خان: الملفوظ حصہ دوم: ص ۱۰۰۔

[2] جماعۃ من علماء الہند: الفتاوی الہندیہ: جلد اوّل: ص ۲۸۳۔

عورت سے، اور نہ کافرہ اصلیہ سے، اور اسی طرح مرتد عورت کا نکاح کسی شخص کے ساتھ جائز نہیں "

چونکہ احمد رضا خان صاحب کا خاص مشن اپنے چند متبعین کے ماسوا سب پر کفر و ارتداد کے فتوے لگانا اور نکاح کے ٹوٹ جانے کے احکام جاری کرنا تھا۔ اس لئے موصوف نے " فتاویٰ عالمگیریہ " کی مندرجہ بالا عبارت بطورِ خاص یاد کی ہوگی۔ لیکن افسوس کہ ان کے " سوءِ حافظہ " کی دستبرد سے ایسا اہم حوالہ بھی محفوظ نہ رہ سکا جو ان کے " دارالافتاء " کی ایک ہمہ وقتی ضرورت تھا۔ ع

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا

(۳۳)

"فتح القدیر" کا غلط حوالہ

احمد رضا خان صاحب سے عرض کیا گیا۔

" قبرستان میں جوتہ پہن کر جانے کا کیا حکم ہے ؟ "

موصوف نے اپنے طویل جواب میں فقہی حوالہ سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا۔

" فتح القدیر اور طحطاوی اور ردالمحتار میں ہے المرور فی سکۃ حادثۃ فی المقابر حرام قبرستان میں جو نیا راستہ نکلا ہو اس پر چلنا حرام ہے کہ وہ ضرور قبروں پر ہوگا۔ بخلاف راہِ قدیم کے کہ قبریں اسے چھوڑ کر بنائی جاتی ہیں " [1]

خان صاحب بریلوی کی پیش کردہ عبارت کہ۔

---

[1] محمد مصطفیٰ رضا خان، الملفوظ حصہ دوم، ص ۷۱، ۷۵۔

"المرور فی سکة حادثة فی المقابر حرام"

یہ عبارت "فتح القدیر" میں تو سرے سے ہے ہی نہیں۔ اور "طحطاوی" و "ردالمحتار" میں اگرچہ موجود ہے لیکن ان الفاظ کے ساتھ نہیں جو احمد رضا خان صاحب نقل کر رہے ہیں بلکہ ان الفاظ میں ہے۔

"المرور فی سکة حادثة فیہا حرام"

ملاحظہ ہو "حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار" جلد اوّل، صفحہ ۱۶۶ مطبوعہ بیروت، اور "ردالمحتار، جلد اوّل، ص ۳۴۳، مطبوعہ

یہ موصوف کی مزعومہ "قوتِ حافظہ" کی کارفرمائی ہے کہ اس نے لفظِ "فیہا" کو "فی المقابر" سے تبدیل کر دیا۔ جبکہ "فتح القدیر" کے بارے میں ہم عرض کر چکے ہیں کہ اس میں سرے سے یہ عبارت موجود ہی نہیں ہے۔



مشائخ

کے واقعات نقل کرنے میں سہو و نسیان

(۳۴) صاحب واقعہ کا نام فراموش

احمد رضا خان صاحب سے عرض کیا گیا

"حضور! دعا کے وقت اگر کسی شخص کے ہاتھ سردی کی وجہ سے ڈھکے رہیں تو کیسا ہے؟"

خان صاحب بریلوی نے جواب دیا۔

"ایک بزرگ شاید حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے دعا میں سردی کے سبب صرف ایک ہاتھ نکالا تھا۔ الہام ہوا، ایک ہاتھ اٹھایا، ہم نے اس میں رکھ دیا جو رکھنا تھا، دوسرا اٹھاتا تو اسے بھی بھر دیتے" ؎

اب دیکھئے یہ واقعہ موصوف نے کسی کتاب میں پڑھا ہو گا۔ لیکن اب وہ صاحب واقعہ کا نام بھول چکے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ شک کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

"ایک بزرگ شاید حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ......"

اس سے بھی "بانیٔ فرقہ بریلویہ" کی "قوتِ حافظہ" کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

؎ محمد مصطفیٰ رضا خان، الملفوظ حصہ اول: ص ۱۰۷۔

(۳۵) "احیاء العلوم" سے واقعہ صحیح نقل نہ کر سکے

احمد رضا خان صاحب سے سوال کیا گیا۔

"میلاد شریف میں جھاڑ فانوس فروش وغیرہ سے زیب و زینت اسراف ہے یا نہیں؟"

خان صاحب بریلوی نے اس کے جواب میں فرمایا۔

"علماء فرماتے ہیں لا خیر فی الاسراف ولا اسراف فی الخیر جس شئے سے تعظیم ذکر شریف مقصود ہو ہرگز ممنوع نہیں ہو سکتی۔ امام غزالی رح نے "احیاء العلوم" شریف میں سید ابو علی رود باری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ سے نقل کیا کہ ایک بندۂ صالح نے مجلس ذکر شریف ترتیب دی اور اس میں ایک ہزار شمعیں روشن کیں ایک شخص ظاہر بین پہنچے اور یہ کیفیت دیکھ کر واپس جانے لگے۔ بانی مجلس نے ہاتھ پکڑا اور اندر لے جا کر فرمایا کہ جو شمع میں نے غیر خدا کیلئے روشن کی ہو وہ بجھا دیجئے۔ کوششیں کی جاتی تھیں اور کوئی شمع ٹھنڈی نہ ہوئی۔" [1]

اب ہم آپ کے سامنے "احیاء العلوم" کی متعلقہ عبارت پیش کرتے ہیں تاکہ اصل اور احمد رضا خان صاحب کی روایت کے درمیان جو فرق ہیں وہ آپ کو بآسانی معلوم ہو سکیں۔

---

[1] محمد مصطفی رضا خان : الملفوظ حصہ اوّل ، ص ۱۲۵ -

"وحکی ابو علی الروذباری رحمه اللہ عزوجل انه اتخذ ضیافة فاوقد فیها الف سراج فقال له رجل قد اسرفت فقال له ادخل فکل ما اوقدته لغیر اللہ فاطفئه فدخل الرجل فلم یقدر علی اطفاء واحد منها" ۔ [1]

ترجمہ: ابو علی رودباری (اللہ عزوجل ان پر رحم فرمائے) نے بیان کیا کہ انہوں نے ایک ضیافت (دعوت) کا انتظام کیا اور اس میں ایک ہزار چراغ روشن کئے ۔ تو ایک آدمی نے انہیں کہا کہ آپ نے اسراف کیا ہے پس انہوں نے اسے کہا کہ تو اندر جا اور ہر وہ چراغ جو میں نے غیر اللہ کے لئے جلایا ہے بجھا دے ۔ وہ آدمی اندر گیا اور ان میں سے کسی ایک کو (بھی) نہ بجھا سکا ۔"

بریلویوں کے "اعلیٰ حضرت" واقعہ نقل کرنے میں کئی غلطیاں کر گئے ہیں ۔

ا : خان صاحب بریلوی فرماتے ہیں کہ "کسی بندۂ صالح" کا یہ واقعہ ہے اور سید ابو علی رودباری رح اس کے ناقل ہیں ۔ حالانکہ اصل سے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ خود ابو علی رودباری رح کا اپنا واقعہ ہے ۔ اور اپنے ہی واقعہ کو انہوں نے بیان کیا ہے ۔

ب : احمد رضا خان صاحب بیان کرتے ہیں کہ صاحب واقعہ نے "مجلس ذکر شریف ترتیب دی اور اس میں ایک ہزار شمعیں روشن کیں" حالانکہ آپ اصل میں دیکھ چکے ہیں کہ "مجلس ذکر" کا کہیں ذکر ہی نہیں ہے بلکہ ضیافت و دعوت کا ذکر ہے ۔

---

[1] ابو حامد محمد الغزالی ؒ : احیاء علوم الدین ، جلد دوم ، ص ۲۱ ، مطبوعہ مصر

ج : احمد رضا خان صاحب فرماتے ہیں

" ایک شخص ظاہر بین پہنچے اور یہ کیفیت دیکھ کر واپس جانے لگے ......"

حالانکہ اصل میں ان اعتراض کرنے والے صاحب کے واپس جانے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ یہ احمد رضا خان صاحب کا اپنا وہم ہے۔

د : "بریلویوں" کے "اعلیٰ حضرت" فرماتے ہیں۔

" بانیٔ مجلس نے ہاتھ پکڑا اور اندر لے جاکر فرمایا......."

جبکہ اصل میں ہاتھ پکڑنے اور اندر لے جانے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ یہ بھی موصوف کا وہم اور ادراج ہے۔

(۳۶)

سلسلۂ عالیہ چشتیہ کے مشہور شیخ حضرت خواجہ گیسو دراز رحمۃ اللہ تعالیٰ کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے احمد رضا خان صاحب فرماتے ہیں۔

" ایک بار سر راہ بیٹھے تھے۔ حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سواری نکلی، انہوں نے اٹھ کر زانوئے مبارک پر بوسہ دیا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا۔ سید فروتر۔ سید اور نیچے بوسہ دو "[1]

اس واقعہ کا حوالہ اگرچہ خان صاحب نے نہیں دیا ہے لیکن یہ واقعہ " سبع سنابل " میں مذکور ہے۔ " سبع سنابل " کی متعلقہ عبارت اس طرح ہے۔

" ...... دراں وقت کہ سید محمد بر مخدوم شیخ نصیر الدین محمود آمدند مخدوم بر اسپ سوار بودند۔ ایشاں آمدند بر رانِ مخدوم بوسہ زدند

---

[1] محمد مصطفیٰ رضا خان : الملفوظ حصہ دوم ، ص ۹۸۔

مخدوم فرمود کہ فروتر "[1]

ترجمہ : جس وقت مخدوم شیخ نصیر الدین محمود کے پاس سید محمد تشریف لائے ، مخدوم گھوڑے پر سوار تھے ۔ وہ آئے (اور) مخدوم کی ران پر بوسہ دیا۔ مخدوم نے فرمایا کہ اور نیچے (بوسہ دو)"

خان صاحب بریلوی نے واقعہ نقل کرنے میں سوءِ حافظہ کی بناء پر کئی غلطیاں کر دی ہیں ۔ مثلاً ۔

ا : موصوف سید محمد المعروف بخواجہ گیسو دراز رحمہ اللہ تعالےٰ کے بارے میں فرماتے ہیں ۔

" ایک بار سرِ راہ بیٹھے تھے حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی سواری نکلی "

حالانکہ " سبع سنابل " کی اصل عبارت سے آپ معلوم کر چکے ہیں کہ واقعہ یوں نہیں ہے بلکہ جب حضرت خواجہ گیسو دراز رحمہ اللہ تعالےٰ حضرت چراغ دہلی " کے پاس تشریف لائے اس وقت اتفاق سے وہ گھوڑے پر سوار تھے ۔

ب : بریلویوں کے " اعلیٰ حضرت " فرماتے ہیں ۔

" انہوں نے اٹھ کر زانوئے مبارک پر بوسہ دیا "

جبکہ اصل میں " زانوئے مبارک " پر بوسہ دینے کا کوئی ذکر نہیں ہے بلکہ " ران " پر بوسہ دینے کا ذکر ہے ۔ لیکن موصوف نے اپنی قوت حافظہ کے زور سے " ران " کو گھٹنا بنا دیا ۔

ج : خان صاحب بریلوی فرماتے ہیں ۔

---

[1] میر عبد الواحد بلگرامی : سبع سنابل : ص ۶۸ : مطبوعہ لاہور

ناچنے والی عورت کو قتل کردو۔ تیسرے صاحب نے کہا، اسے بھی قتل نہ کرو کہ وہ خود نہیں آئی راجہ کے حکم سے آئی ہے۔ اپنی غرض تو مجلس کا درہم برہم کرنا ہے۔ اس شمع کو گل کرو۔ یہ رائے پسند ہوئی۔ انہوں نے تاک کر شمع کی لو پر تیر مارا، شمع گل ہوئی۔ اب نہ وہ راجہ رہا نہ فاحشہ نہ مجمع۔ نہایت تعجب ہوا۔ بقیہ رات وہیں گزاری۔ جب صبح ہوئی دیکھا تو ایک اُلّو مرا پڑا ہے اور اس کی چونچ میں وہی تیر لگا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ سب کام اسی اُلّو کی روح کر رہی تھی۔ "[1]

اب آپ اصل فارسی عبارت ملاحظہ فرمائیں اور دونوں کا فرق معلوم کرکے خان صاحب کی " قوتِ حافظہ " کا اندازہ کریں۔

حکایت: "نقل کردہ اند کہ شبے جوانے چند بعزمِ شکار بیرونِ شہر رفتند۔ چوں بصحرا رسیدند، دیدند کہ بعضے مرداں بصحرا حاضر اند۔ یکے رباب می زند ویکے منڈل ویکے شمع گرفتہ ایستادہ است وچند کس دیگر سرودے گویند ویک پاتر رقص میکند ومردے کلاں نشستہ ایں تماشائے بیند۔ جواناں متحیر شدند کہ اینہا کیانند کہ در شب بصحرا دور از آبادی اکھاڑہ بنیاد کردہ اند۔ قضارا درمیان ایں جواناں جوانے بود کہ تیر بے خطا انداختے۔ اورا گفتند کہ یکے را بزن۔ کسے گفت آں مردِ کلاں را باید زد۔ دیگرے گفت چراغچی را باید زد۔ دیگرے برباب زن اشارت کرد۔ آخر الامر اتفاق کردند کہ مردم را نزنیم۔ منڈل را بزنیم۔ آں جوان تیر بر منڈل انداخت۔ چوں تیر بر منڈل رسید

---

[1] محمد مصطفیٰ رضا خان، الملفوظ حصہ چہارم، ص ۱۰۔

"حضرت خواجہ نے فرمایا، سید فروتر۔ سید اور نیچے بوسہ دو"

آپ اصل فارسی عبارت میں ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی رحمہ اللہ نے "سید فروتر" یعنی سید اور نیچے بوسہ دو" نہیں فرمایا تھا۔ بلکہ حضرت چراغ دہلی رح نے صرف "فروتر" فرمایا تھا۔ لفظ "سید" ساتھ ذکر نہیں کیا تھا۔ اگر احمد رضا خان صاحب ذرا غور فرماتے تو انہیں اپنے نقل کردہ جملے کی رکاکت معلوم ہو جاتی۔ کیونکہ "سید" کہتے ہوئے "فروتر" کا حکم دینا ویسے ہی طبع سلیم پر گراں ہے۔ چہ جائے کہ ایسا جملہ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی رحمہ اللہ کی طرف منسوب کیا جائے۔ بہر حال یہ سب کرشمے ہیں احمد رضا خان صاحب کی "قوت حافظہ" کے۔ اور حقیقت یہ ہے، کہ حضرت خواجہ گیسو دراز رحمہ اللہ کے اولین و مستند سوانح نگاروں نے سرے سے یہ واقعہ ذکر ہی نہیں کیا۔

(۳۷)

"سبع سنابل" سے واقعہ نقل کرنے میں چھ غلطیاں

بریلویوں کے "اعلیٰ حضرت" نے بحوالہ "سبع سنابل" درج ذیل واقعہ بیان کیا ہے۔

"سبع سنابل" شریف میں ہے۔ تین صاحب جا رہے تھے۔ دور سے ایک جنگل میں دیکھا کہ بہت آدمیوں کا مجمع ہے۔ ایک راجہ گدی پر بیٹھا ہے حواری حاضر ہیں۔ ایک فاحشہ ناچ رہی ہے۔ شمع روشن ہے۔ یہ صاحب تیر اندازی میں بڑے مشاق تھے۔ آپس میں کہنے لگے کہ اس مجلس میں فسق و فجور کو درہم برہم کرنا چاہیئے، کیا تدبیر کی جائے۔ ایک نے کہا کہ راجہ کو قتل کر دو کہ سب کچھ اسی نے کیا ہے۔ دوسرے نے کہا کہ اس

آں جملہ مشغلہ محو و متلاشی شد - جواناں ترسیدند و باز گشتہ بجانہائے خود آمدند - چوں روز شد جواناں متفق شدہ دران صحرا رفتند، دیدند کہ دو کلۂ بوم بتیر دوختہ شدہ است - بوم را با تیر در آبادانی آوردند و بہر کس مے نمودند و ماجرائے شب مے گفتند، دراں شہر پیر مردے بود حکیم جہاں دیدہ، او گفت آں اکھاڑہ کہ شما دیدید، ہم از ذات ایں بوم پیدا بود، تیر شما بہر جاکہ میرسید عضوے از اعضاء ایں بوم دوختہ مے شد" لہ

(ترجمہ بریلوی عالم)

حکایت: "منقول ہے کہ ایک رات چند جوان شکار کی خاطر شہر سے باہر نکلے - جب جنگل میں پہنچے تو دیکھا کہ کچھ لوگ وہاں موجود ہیں - اور گانے بجانے کا اکھاڑہ جما ہوا ہے - کوئی سارنگی بجا رہا ہے، کوئی منڈل ایک شخص مشعل لئے کھڑا ہے - کچھ لوگ گا رہے ہیں، ایک پاتر رقص کر رہا ہے، اور ایک بزرگ بیٹھے ہوئے یہ تماشا دیکھ رہے ہیں - وہ سب جوان تعجب کرنے لگے کہ یہ کون لوگ ہیں کہ رات کے وقت، صحرا میں شہر سے دور، ایک اکھاڑہ جمائے ہوئے ہیں - اتنے میں ان جوانوں میں ایک جوان سے جس کا تیر کبھی خطا نہ کرتا تھا، یہ لوگ بولے کہ ان میں سے ایک کو مار - کسی نے کہا کہ اس بڈھے کو مارنا چاہیئے، کسی نے کہا کہ اس مشعلچی کو ختم کرو - کسی نے سارنگی والے کی جانب اشارہ کیا - آخرکار یہ ٹھہرا کہ کسی آدمی کو نہ ماریں بلکہ منڈل کو ختم کریں - اس جوان نے منڈل

لہ میر عبدالواحد بلگرامی، سبع سنابل، ص ۱۵۰ و ۱۵۱، مطبوعہ لاہور۔

پر تیر چلایا ۔ جب تیر منڈل تک پہنچا ، وہ تمام شعلہ بالکل نیست و نابود ہوگیا ۔ وہ سب جوان ڈر گئے اور لوٹ کر اپنے مکان آئے ۔ جب دن ہوا سب مل کر اس جنگل میں پہنچے ۔ دیکھا کہ اُلو کے دو بازو اس تیر میں پیوست ہیں ۔ اس اُلو کو اسی تیر کے ساتھ شہر میں لائے ۔ ہر شخص کو دکھاتے اور رات کا واقعہ بیان کرتے ۔ اس شہر میں ایک دانا ، سن رسیدہ اور تجربہ کار تھا ، اس نے کہا کہ وہ اکھاڑہ جو تم نے دیکھا وہ بھی سب اس اُلو کی ذات کا کرشمہ تھا ۔ تمہارا تیر جس کسی کو لگتا اسی اُلو کے اعضا میں سے کسی ایک عضو کو چھیدتا ۔" لہ

(اہل علم حضرات اس ترجمہ سے بریلوی مترجم مفتی محمد خلیل خان برکاتی کے مبلغ علم کا اندازہ کر سکتے ہیں) ۔

اب ملاحظہ فرمائیں کہ خان صاحب کی روایت اور اصل میں کتنے اختلافات ہیں؟

ا : خان صاحب بریلوی فرماتے ہیں ۔

"سبع سنابل شریف میں ہے ، تین صاحب جا رہے تھے ۔"

حالانکہ اصل میں تین کا کہیں ذکر نہیں ہے بلکہ چند جوانوں کا ذِکر ہے جو تین سے زائد بھی ہو سکتے ہیں ۔ تین کی تعیین موصوف کی اپنی طبع زاد ہے جسے بحوالہ "سبع سنابل" شریف ذکر کرنا ان کی قوتِ حافظہ کی کارستانی ہے ۔

ب : بریلویوں کے "اعلیٰ حضرت" مذکورہ تین صاحبوں کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں ۔

"یہ صاحب تیر اندازی میں بڑے مشاق تھے ۔"

جبکہ "سبع سنابل شریف" میں لکھا ہوا ہے ۔

لہ میر عبد الواحد بلگرامی ، سبع سنابل اردو ، ص ۳۱۱ ؛ مطبوعہ لاہور ۔

" قضا را درمیان ایں جواناں جوانے بود کہ تیر بے خطا انداختے "

ترجمہ: اتفاق سے ان جوانوں میں ایک ایسا جوان تھا جو بے خطا تیر انداز تھا "

لیکن احمد رضا خان صاحب تینوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ " بڑے مشاق تھے " یہ بھی ان کا " وہم " ہے۔

ج : خان صاحب بریلوی کہتے ہیں۔

" دوسرے نے کہا کہ اس ناچنے والی عورت کو قتل کر دو "

آپ اصل فارسی عبارت دیکھ چکے ہیں کہ رقاصہ کو قتل کرنے کی تجویز کسی نے پیش نہیں کی۔ یہ بھی موصوف کا " ادراج " ہے۔

د : تیسرے صاحب کی تجویز " بانیٔ فرقہ بریلویہ " نے یہ ذکر کی ہے کہ

" اس شمع کو گل کر دو "

حالانکہ اصل میں اس تجویز کا بھی کوئی سراغ نہیں ملتا۔ اس لئے یہ بھی موصوف کی قوتِ حافظہ کی کرشمہ سازی ہے۔

ہ : بریلوی صاحب کہتے ہیں۔

" انہوں نے تاک کر شمع کی لَو پر تیر مارا "

جبکہ اصل فارسی عبارت یہ ہے۔

" آں جوان تیر بر منڈل انداخت "

جس کا مطلب یہ ہے کہ اس جوان نے تیر منڈل پر مارا۔ " منڈل " شمع کی لَو کو نہیں بلکہ " ڈھولک " کو کہتے ہیں۔ یعنی اس جوان نے " ڈھولک " پر تیر مارا تھا۔ ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ موصوف " منڈل " کا معنی ہی " شمع کی لَو " سمجھتے تھے اس لئے ہمارے خیال میں یہ بھی ان کے " سوءِ حافظہ " ہی کا نتیجہ ہے اور کچھ نہیں۔

و : احمد رضا خان صاحب فرماتے ہیں۔

"........ نہایت تعجب ہوا۔ بقیہ رات وہیں گزاری جب صبح ہوئی دیکھا ......"

حالانکہ اصل سے آپ معلوم کر چکے ہیں کہ وہ لوگ واپس اپنے گھروں کو چلے آئے تھے اور صبح کو پھر صحراء میں اسی مقام پر گئے تھے۔

ایک واقعہ نقل کرنے میں جو شخص چھ چھ غلطیوں کا ارتکاب کرتا ہو، اس کی "قوتِ حافظہ" کا آپ بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں۔



فاضل بریلوی کے
"سوءِ حافظہ" کی کہانی خود اُن کی زبانی

(۳۸)

اب ہم اپنے دعوے کو مزید مؤکد و مضبوط کرنے کے لئے خود احمد رضا خان صاحب کی زبانی ان کے سہو و نسیان اور سوءِ حافظہ کی کہانی بیان کرتے ہیں تاکہ یہ حقیقت آفتاب نیم روز کی طرح واضح ہو کر سامنے آجائے کہ موصوف کی قوتِ حافظہ کسی عام ذہین آدمی کی قوتِ حافظہ کے برابر بھی نہیں ہے۔

رفقاءِ مجلس کا نام یاد نہیں

احمد رضا خان صاحب مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً کے دوران قیام کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

"بعد نماز عصر میں کتب خانے کے زینے پر چڑھ رہا ہوں، پیچھے سے ایک آہٹ معلوم ہوئی، دیکھا تو حضرت مولانا شیخ صالح کمال ہیں۔ بعد سلام و مصافحہ دفترِ کتب خانہ میں جا کر بیٹھے۔ وہاں حضرت مولانا سید اسماعیل اور ان کے نوجوان سعید رشید بھائی سید مصطفیٰ اور ان کے والد ماجد مولانا سید خلیل اور بعض حضرات کہ اس وقت یاد نہیں تشریف فرما ہیں" لہ

لہ محمد مصطفیٰ رضا خان : الملفوظ حصہ دوم : ص ۹۔

(۳۹)

دورانِ قیامِ مکہ معظمہ زاد ہا اللہ شرفاً وتعظیماً ۔ کا ایک اور واقعہ بیان کرتے ہوئے خان صاحب بریلوی کہتے ہیں۔

"........ اور پھر روز رخصت تک کوئی دن خالی جانا مجھے یاد نہیں" [۱]

(۴۰)

وقائع نسیاً منسیاً

بریلویوں کے "اعلیٰ حضرت" اپنے سہو و نسیان کا اعلان کرتے ہوئے ایک مقام پر یوں گویا ہوتے ہیں۔

"........اس قسم کے وقائع بہت تھے کہ یاد نہیں، اگر اسی وقت منضبط کرلئے جاتے محفوظ رہتے ۔ مگر اس کا ہمارے ساتھیوں میں سے کسی کو احساس بھی نہ تھا" [۲]

(۴۱)

احمد رضا خان صاحب ایک اور جگہ اپنے سہو و نسیان کا رونا روتے ہوئے "ارشاد" فرماتے ہیں۔

"........ یہ تمام وقائع ایسے نہ تھے کہ ان کو میں اپنی زبان سے کہتا ۔ ہمراہیوں کو توفیق ہوتی اور آتے جاتے اور ایامِ قیام ہر دو سرکار کے واقعات روزانہ تاریخ وار قلم بند کرتے تو اللہ و رسول کی بے شمار نعمتوں کی بہت عمدہ یادگار ہوتی ۔ ان سے رہ گیا اور مجھے بہت کچھ

---

[۱] محمد مصطفیٰ رضا خان : الملفوظ حصہ دوم ، ص ۱۸۔

[۲] " " " ص ۲۷

سہو ہوگیا "۔ ؎۱

جس شخص کو اپنی آپ بیتی یاد نہیں رہتی اور آپ بیتی بھی وہ جسے یاد رکھنے کے بہت سے دواعی اور اسباب موجود ہیں۔ اس کے بارے میں یہ خیال کرنا کہ اسے چودہ سو ۱۴۰۰ سال (اگرچہ ان کا انتقال ۱۳۴۰ھ میں ہوگیا تھا) کی تمام متداول اور غیر متداول کتابیں بقید صفحہ و سطر یاد تھیں عقیدت و محبت کے جنوں کے بغیر ممکن نہیں۔

(۴۲)

سینڈرسن یا انڈرسن

یہ تو شاید آپ کو معلوم ہی ہو کہ احمد رضا خاں صاحب کی دائیں آنکھ عیب دار تھی۔ اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے موصوف فرماتے ہیں۔

"۔۔۔۔۔۔ ایک روز شدت گرمی کے باعث دوپہر کو لکھتے لکھتے نہایا۔ سر پر پانی پڑتے ہی معلوم ہوا کہ کوئی چیز دماغ سے دہنی آنکھ میں اتر آئی۔ بائیں آنکھ بند کرکے دہنی سے دیکھا تو وسطِ شئ مرئی میں ایک سیاہ حلقہ نظر آیا۔ اس کے نیچے شئ کا جتنا حصہ ہوا وہ ناصاف اور دبا ہوا معلوم ہوتا۔ یہاں اس زمانے میں ایک ڈاکٹر علاج چشم میں بہت سربر آوردہ تھا۔ سینڈرسن یا انڈرسن کچھ ایسا ہی نام تھا۔ میرے استاذ جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے اصرار فرمایا کہ اسے آنکھ دکھائی جائے "۔ ؎۲

؎۱ محمد مصطفیٰ رضا خان: الملفوظ حصہ دوم، ص ۱۴۔ ؎۲ محمد مصطفیٰ رضا خان: الملفوظ حصہ اول، ص ۱۲۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ احمد رضا خان صاحب کو اپنے معالج ڈاکٹر کا نام تک بھول گیا جس کے پاس اپنی آنکھ کا معائنہ کرانے خود گئے تھے۔ اسی لئے کہتے ہیں۔

"سینڈرسن یا انڈرسن کچھ ایسا ہی نام تھا"

(۴۳)

مکتوب کا مضمون بھی یاد نہ رہا

"فرقہ بریلویہ" کے بانی خان صاحب بریلوی، ظفر الدین بہاری صاحب کو ایک خط میں لکھتے ہیں۔

"کل کے کارڈ میں اتنا لکھنا رہ گیا کہ نبیذِ تر سے وضو کے بارے میں جتنی بحث مبسوط، سرخسی و غایۃ البیان میں ہو وہ بھی بتمامہ درکار ہے"[۱]

نیز اسی خط میں مزید لکھتے ہیں۔

"ایک بات پہلے بھی شاید آپ کو لکھی تھی اور ممکن کہ آپ نے جواب دیا ہو جو مجھے یاد نہیں"[۲]

ایک شخص کو ایک چیز کی شدید ضرورت ہے اور وہ متعلقہ جگہ خط بھی لکھ رہا ہے اس کے باوجود اپنی ضرورت کی چیز کا ذکر اس سے رہ جاتا ہے۔ ایسے شخص کی قوتِ حافظہ کا ٹھکانا کیا ہوگا؟ آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں۔

نیز دوسری عبارت سے معلوم ہوا کہ احمد رضا خان صاحب کو نہ یہ یاد ہے کہ میں نے یہ بات پہلے لکھی تھی یا نہیں؟ اور نہ یہ معلوم کہ مکتوب الیہ کی طرف سے اس کا جواب دیا گیا یا نہیں؟

۱؎ ظفر الدین بہاری، حیات اعلیٰ حضرت، جلد اوّل، ص ۲۶۷، مطبوعہ کراچی۔

۲؎ " " " " "

(۴۴)

المنک ۱۹۱۸ئہ منگانی یاد نہ رہی

خان صاحب بریلوی انہی صاحب کو خط لکھتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"........ نقاہت و ضعف اب بھی بشدت ہے۔ دعا کا طالب ہوں اس بیماری میں "المنک ۱۹۱۸ئہ" منگانی یاد نہ رہی" لہ

کتاب گھر میں ڈھونڈا شہر میں

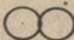
(۴۵)

احمد رضا خان صاحب، ظفر الدین بہاری صاحب کو ایک مکتوب میں لکھتے ہیں۔

"کاشف الاستار شریف کی نسبت خیال تھا کہ رضا حسین کے پاس ہے وہ گاؤں میں رہے۔ بداؤں رہے۔ پریشانیاں رہیں، اب اسے پوچھا، کہا میرے پاس نہیں۔ اب مکان میں دیکھی گئی تو نکلی" ٢ہ

—— جس شخص کو اپنے مکان میں رکھی ہوئی کتاب تک یاد نہیں رہتی لیکن دعوٰے کیا جاتا ہے کہ اس کو چودہ سو سال کی تمام کتب یاد تھیں ایسے شخص کے بارے میں ہم ایک مصرعہ ہی پیش کر سکتے ہیں ع

تو درون در چہ کردی کہ بیرون خانہ آئی



لہ ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول، ص ۲۷۷۔

٢ہ " " : " " " : ص ۲۷۸۔

(۴۶)

کتابوں کا نام لکھنا بھول گئے

خان صاحب بریلوی انہی بہاری صاحب کو ایک اور خط میں لکھتے ہیں۔

"......... شاید وہ کتابیں جن کو میں دیکھ چکا اور ان کی فہرست میں نے لکھ دی تھی۔ ان میں "فتح الباری" و "جامع ابن بیطار" کا نام لکھنا میں بھول گیا کہ آپ کو ان کی نقل کرنی ہوئی"۔ [۱]

(۴۷)

بھول ہی بھول

احمد رضا خان صاحب ایک اور خط میں لکھتے ہیں۔

"اب کبھی بانکی پور جانا ہو تو اس عبارت کو ضرور تلاش کیجئے۔ اگر ملے تو بحوالۂ کتاب و باب وفصل مع نقل عبارت اطلاع دیجئے۔ میں اس وقت اس کا تذکرہ بھول گیا۔ نیز عباراتِ خضاب میں مضمرات شرح قدوری کا نام لکھنا بھول گیا، اس کی زیادہ ضرورت تھی"۔ [۲]

خان صاحب بریلوی کی قوتِ حافظہ کا کیا کہنا کہ جنہیں "زیادہ ضرورت" کی باتیں بھی بھول جاتی ہیں، عام باتوں کا تو کہنا ہی کیا۔

(۴۸)

نصاب الاحتساب

بانی "فرقہ بریلویہ" بنام ظفر الدین بہاری رقمطراز ہیں

---

[۱] و [۲] ظفر الدین بہاری: حیاتِ اعلیٰ حضرت: جلد اول: ص ۲۸۳۔

"........ خاص پان کے چونہ کا جزئیہ "نصاب الاحتساب" میں ہے
کتاب یہاں پاس نہیں کہ باب کا پتہ لکھوں۔ اگر آپ کو نہ ملے تو بریلی پہنچ کر انشاء اللہ تعالےٰ عبارت مع نشان باب لکھ بھیجوں گا" [1]

بریلوی حضرات کے بقول جو شخص سینکڑوں کتابوں کے حوالجات کثیرہ محض اپنی یاد داشت اور قوت حافظہ کے بل بوتے پر نقل کر کے "الدولۃ المکیہ" ایسی چار صد صفحات کی ضخیم کتاب مرتب کر سکتا ہے، ہم پوچھتے ہیں کہ اب اسے یہاں کیا ہو گیا کہ "نصاب الاحتساب" کی ایک مختصر عبارت اپنی اسی "خداداد یاد داشت" کے بل پر بیان نہ کر سکا۔ چلئے یہ بھی جانے دیجئے، عبارت بتلانا تو بڑے دور کی بات ہے احمد رضا خان صاحب تو اپنی قوتِ حافظہ کی بنیاد پر "باب" تک کا پتا بتلا نہ سکے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

"کتاب یہاں پاس نہیں کہ باب کا پتہ لکھوں"

کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو ایک قطرۂ خوں نہ نکلا

(۴۹)

مجدد صاحب کا قول یاد نہیں

کسی سائل نے ایک مسئلہ کے متعلق احمد رضا خان صاحب سے فتوے دریافت کرتے ہوئے یہ بھی پوچھا کہ

"مجدد صاحب کا اس امر میں کیا فتوےٰ ہے؟"

---

[1] ظفر الدین بہاری، حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول: ص ۲۴۹۔

موصوف نے اس کے جواب میں فرمایا

"اس مسئلہ میں حضرت مجدد کا کوئی خیال مجھے اس وقت یاد نہیں۔ واللہ تعالےٰ اعلم" [1]

(۵۰)

عینک پیشانی پر

احمد رضا خان صاحب کی "قوت حافظہ" کے متعلق بلند بانگ دعاوی کی دھجیاں بکھیر دینے والا ایک دلچسپ واقعہ ظفر الدین بہاری صاحب نے ذکر کیا ہے۔ اب آخر میں آپ اسے بھی ملاحظہ فرمالیں۔ اور ان کی قوت حافظہ کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دیں۔

ظفر الدین بہاری صاحب رقم طراز ہیں۔

"عادت کریمہ تھی کہ جب تک لکھتے یا کتاب دیکھتے چشمہ لگائے رہتے جب لکھنا موقوف فرماتے عینک کو پیشانی کے اوپر چڑھا لیتے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کی نگاہ شورٹ سائٹ تھی۔ یعنی دور کی نگاہ اچھی، نزدیک کی کمزور تھی۔ جیساکہ عام طور پر بوڑھے لوگوں کی نگاہ ہوا کرتی ہے۔ اسی لئے لکھنے پڑھنے کے وقت چشمہ لگالیا کرتے، اور فارغ وقتوں میں وہ چشمہ خارج ہو جاتا، اوپر چڑھا لیا کرتے۔ اسی عادت کی وجہ سے ایک مرتبہ بہت دقت ہوئی۔ چشمہ حضرت نے پیشانی پر چڑھا لیا تھا۔ کچھ دیر تک لوگوں سے باتوں میں مشغول رہے اس کے بعد کچھ لکھنا چاہا تو ذہن سے یہ بات

---

[1] احمد رضا خان: احکام شریعت، حصہ سوم، ص ۲۵۳ مطبوعہ کراچی۔ ص ۱۹۳ مطبوعہ مراد آباد

اتر گئی کہ چشمہ اوپر چڑھا لیا ہے۔ چشمہ کی تلاش شروع کی
مگر چشمہ نہ ملا۔ اتنے ہی میں اتفاقیہ منہ پر ہاتھ پھیرا تو چشمہ
پیشانی پر سے ڈھلک کر آنکھوں پر آرہا۔[1]



---

[1] ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت: جلد اوّل: ص ۶۴۔

"سوءِ حافظہ"

فاضل بریلوی کا موروثی مرض

سوءِ حافظہ کا مرض احمد رضا خان صاحب کو وراثت میں ملا ہے۔ کیوں کہ موصوف کے والد ماجد بھی اسی مرض کا شکار تھے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ وہ آیات قرآنیہ تک صحیح نقل نہیں کر پاتے ہیں۔ اس کی بھی چند مثالیں ہم پیش کئے دیتے ہیں۔



آیت کریمہ میں اضافہ لفظ

احمد رضا خان کے والد ماجد مولوی محمد نقی علیخان صاحب ایک آیتِ کریمہ بایں الفاظ ذکر کرتے ہیں۔

"وان من شیء الا یسبح بحمده ربه ولکن لا تفقهون تسبیحهم" [1]

پھر اس محرف آیت کا یہ ترجمہ بھی حاشیہ پر مذکور ہے۔

ترجمہ: "اور نہیں کوئی چیز مگر تسبیح کرتی ہے ساتھ حمد اپنے رب کے ولیکن تم نہیں سمجھتے"

موصوف نے قرآنی لفظ "بحمده" کے بعد ایک خود ساختہ کلمہ "رَبّہٗ" کا اضافہ کر دیا۔ اور چونکہ حاشیہ پر درج شدہ ترجمہ میں اس اضافہ کردہ

---

[1] محمد نقی علی خان، ہدایۃ البریہ الی الشریعۃ الاحمدیہ، ص ۵، مطبوعہ بریلی۔

کلمہ کا ترجمہ (اپنے رب کے) بھی موجود ہے اس لئے اسے کسی کاتب کی زلّتِ قلم کا نتیجہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ بہرحال آیت کریمہ کے اصل الفاظ یہ ہیں۔

"وأن من شئ الا یسبح بحمده ولکن لا تفقهون تسبیحهم" بنی اسرائیل ۱۷: ۴۴

ترجمہ خان صاحب: اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوئی اس کی پاکی نہ بولے، ہاں تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے"

(۲)

آیت کریمہ میں "تین تبدیلیاں"

احمد رضا خان صاحب کے والد بزرگوار، ایک آیت کریمہ اس طرح نقل کرتے ہیں۔

"رب ارجعنی أعمل صالحًا" [۱]

حالانکہ آیت کریمہ کے اصل الفاظ یہ ہیں۔

"رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۔ لعلی اعمل صالحا" المؤمنون: ۲۳: ۹۹، ۱۰۰

ترجمہ خان صاحب: اے میرے رب مجھے واپس پھیر دیجئے شاید اب میں کچھ بھلائی کماؤں"

اب دیکھئے کہ خان صاحب بریلوی کے والد صاحب اس آیت کو نقل کرنے میں تین غلطیاں کر گئے ہیں۔

ا: قرآنی لفظ "ارجعون" جو کہ جمع کا صیغہ تھا اسے "ارجعنی"

---

[۱] محمد نقی علی خان: ہدایۃ البریہ الی الشریعۃ الاحمدیہ: ص ۱۶: مطبوعہ بریلی۔

بنا کر واحد کے صیغہ سے تبدیل کر دیا۔

ب : لفظِ " ارجعون " میں "نون وقایہ" کے بعد " یاءِ متکلم " لفظوں میں مذکور نہیں تھی لیکن موصوف نے " یاءِ متکلم " کو ذکر کرکے " ارجعنی " بنا دیا۔

ج : لفظِ " لعلی " کو سوءِ حافظہ کی بنا پر حذف کر دیا۔

چونکہ حاشیہ پر محرف الفاظ کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے، اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ سہوِ کاتب کا نتیجہ ہے۔ حاشیہ پر ترجمہ بایں الفاظ ذکر کیا گیا ہے۔

" خدایا مجھے لوٹا کہ اچھا کام کروں "

دیکھئے اس بیان کردہ ترجمہ میں لفظ " لعلی " کا ترجمہ " شاید میں " ترک کر دیا ہے۔ حالانکہ اس آیت کا ترجمہ بقول احمد رضا خان صاحب یہ ہے۔

" اے میرے رب مجھے واپس پھیر دیجئے، شاید اب میں کچھ بھلائیاں کماؤں "

(۳)

آیتِ کریمہ میں کمی بیشی

بریلویوں کے "اعلیٰ حضرت" کے والد ماجد ایک آیتِ کریمہ اس طرح ذکر کرتے ہیں۔

" ضرب الله مثلا رجلين مملوكين احدهما لا يقدر على شيء وهو كلّ على مولٰه اينما يوجهه لا يأت بخير ايستوى هو ومن يأمر بالعدل "[1]

---

[1] محمد نقی علی خان : ہدایۃ البریہ الی الشریعۃ الاحمدیہ : ص ۱۷ ، مطبوعہ بریلی۔

حاشیہ میں اس محرف آیت کا ترجمہ یوں کیا گیا ہے۔

"بیان کی اللہ نے کہاوت دو مردوں مملوک کی۔ ایک ان کا نہیں قدرت رکھتا کسی چیز پر، اور وہ بھاری ہے اپنے مالک پر، جدھر منہ کرتا ہے نہیں لاتا بھلائی۔ کیا برابر ہے یہ اور وہ جو حکم کرتا ہے ساتھ عدل کے"

حالانکہ آیت کریمہ کے اصل الفاظ یہ ہیں۔

"وضرب الله مثلا رجلين أحدهما أبكم لا يقدر على شئ وهو كلٌّ على مولٰه أينما يوجهه لا يأت بخير هل يستوي هو ومن يأمر بالعدل"

النحل ۱۶: ۷۶۔

ترجمہ خان صاحب: اور اللہ نے کہاوت بیان فرمائی دو مرد ایک گونگا جو کچھ کام نہیں کرسکتا، اور وہ اپنے آقا پر بوجھ ہے، جدھر بھیجے کچھ بھلائی نہ لائے، کیا برابر ہو جائے گا یہ اور وہ جو انصاف کا حکم کرتا ہے"

اس آیت کے نقل کرنے میں احمد رضا خان صاحب کے والد صاحب نے متعدد غلطیاں کی ہیں۔

ا: آیت کے بالکل شروع میں آنے والا حرفِ عطف "و" کو حذف کر دیا۔

ب: قرآنِ پاک کے دو لفظوں "رجلین" اور "احدھما" کے درمیان موصوف نے اپنی طرف سے لفظ "مَمْلُوکَیْنِ" کا اضافہ کر دیا ہے۔

ج: قرآنی لفظ "اَحَدُھُمَا" اور "لَا یَقْدِرُ" کے درمیان سے

لفظِ " أَبْكَمُ " کو ساقط کر دیا۔

د : " هَلْ يَسْتَوِي " کو " أَيَسْتَوِي " بنا ڈالا۔ یعنی لفظِ " هَلْ " کو " أَ " سے تبدیل کر دیا۔

یہ سب موصوف کے ضعفِ حافظہ کی کارروائیاں ہیں۔ اور چونکہ تبدیل شدہ الفاظ ہی کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے اس لئے یہ عذر نہیں سُنا جا سکتا کہ کاتب کی غلطی کے باعث ایسا ہو گیا۔

(۴)

آیتِ کریمہ میں متعدد تغیرات

احمد رضا خان صاحب کے والد بزرگوار ایک آیتِ کریمہ اس طرح نقل فرماتے ہیں۔

" من خرج من بيته مهاجراً ثم أدركه الموت فقد وقع أجره على الله "

اس کا ترجمہ حاشیہ پر ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

" جو نکلے اپنے گھر سے ہجرت کرنے والا پھر پالے اسے موت، تو بہ تحقیق واقع ہوا اجر اس کا خدا پر " [۱]

حالانکہ یہ آیت دراصل اس طرح ہے۔

" ومن يخرج من بيته مهاجراً الى الله ورسوله ثم يدركه الموت فقد وقع أجره على الله "

النساء : ۴ : ۱۰۰

---

[۱] محمد نقی علی خان ، ہدایۃ البریہ الی الشریعۃ الاحمدیہ ، ص ۲۰ ، مطبوعہ بریلی۔

ترجمہ خان صاحب : اور جو اپنے گھر سے نکلا اللہ و رسول کی طرف ہجرت کرتا، پھر اسے موت نے آلیا، تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ پر ہو گیا "

اس آیت کو نقل کرنے میں بھی خرابیٔ حافظہ کی بناء پر موصوف کئی غلطیاں کر گئے ہیں۔

ا : آیت کی ابتداء میں آنے والا حرفِ عطف " و " حذف کر دیا۔

ب : قرآنی لفظ " یخرج " کو " خرج " بنا ڈالا۔ یعنی مضارع کو ماضی سے تبدیل کر دیا۔

ج : لفظِ " مهاجرا " کے بعد سے " الی الله ورسوله " کے کلمات سوءِ حافظہ کی نذر ہو گئے۔

د : " یدرکه " جو کہ مضارع کا صیغہ تھا اسے ماضی کے صیغہ " ادرکه " سے تبدیل کر دیا۔

حسبِ سابق یہاں بھی چونکہ محرف الفاظ کے مطابق ترجمہ حاشیہ پر درج ہے اس لئے اسے بھی کاتب کی غلطی قرار نہیں دیا جا سکتا۔

(۵)

دو آیتوں کو خلط ملط کر دیا

احمد رضا خان صاحب کے والد صاحب نے ایک آیتِ کریمہ اس طرح ذکر کی ہے۔

" لا یستوی الخبیث ولا الطیب ولا الظلمات ولا النور ولا الظل ولا الحرور "

اور حاشیہ پر اس کا ترجمہ اس طرح کیا گیا ہے۔

" نہ برابر ہے خبیث اور پاکیزہ اور نہ تاریکیاں اور روشنی اور نہ سایہ اور دھوپ " ؎

یہ درحقیقت قرآن پاک کے دو مختلف مقامات کے دو مختلف کلمات کو جوڑ کر ایک آیت بنالی گئی ہے۔ چنانچہ قرآن پاک کے ایک مقام پر تو یہ کلمات واقع ہوئے ہیں۔

" لا یستوی الخبیث والطیب " المائدہ ۵ : ۱۰۰۔

اور ایک دوسرے مقام پر یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں۔

" ولا الظلمات ولا النور ولا الظل ولا الحرور "

(الفاطر ۳۵ : ۲۰، ۲۱)

اوّلاً تو قرآنِ پاک کے دو مختلف مقامات کی عبارتوں کو جوڑ کر اور ایک عبارت بنا کر اس کو قرآن بتانا یہ خود بہت بڑی تحریف ہے۔ چنانچہ احمد رضا خان صاحب نے ایک شخص کی ایسی ہی کارروائی کو " خوفناک تحریف " قرار دیتے ہوئے لکھا ہے

" سب سے زیادہ خوفناک تحریف یہ ہے کہ " تتخذون علیھم مساجد " کو قرآن عظیم کا لفظِ کریم بنالیا۔ حالانکہ یہ جملہ قرآنِ عظیم میں کہیں نہیں۔ یہ تینوں لفظ متفرق طور پر ضرور قرآنِ عظیم میں آئے ہیں۔ مثلاً " تتخذون مصانع ، انعمت علیھم ، و مساجد یذکر فیھا اسم اللہ " مگر اس ترکیب و ترتیب سے کہیں نہیں " ؎

؎ محمد نقی علی خان : ہدایۃ البریہ الی الشریعۃ الاحمدیہ ، ص ۲۲ ، مطبوعہ بریلی۔

؎ احمد رضا خان : بریق المنار بشموع المزار ، ص ۲۷، ۲۸ ، مطبوعہ لاہور۔

اگرچہ ہمارا خیال ہے کہ یہ کارروائی انہوں نے قصداً نہیں کی بلکہ یہ سب کچھ سہو و نسیان کی کرشمہ سازی اور سوءِ حافظہ کی کارستانی ہے۔

ثانیاً : قرآن پاک کی سورۂ مائدہ سے جو آیت کا ٹکڑا موصوف نے نقل کیا ہے اس میں بھی ایک لفظ "لا" کا اضافہ از خود کر کے "ولا الطیب" نقل کیا ہے جبکہ صحیح لفظ "والطیب" ہے۔

چونکہ احمد رضا خان صاحب کے والد ماجد کا سوءِ حافظہ ہمارا موضوعِ سخن نہیں ہے اس لئے ان کی صرف ایک کتاب سے یہ چند حوالے بطور نمونہ آپ کے سامنے پیش کر دیئے ہیں۔



"الدولۃ المکیہ" تحقیق کی کسوٹی پر

بریلوی پروپیگنڈہ طشت از بام

احمد رضا خان صاحب کی غیر معمولی قوتِ حافظہ کو ثابت کرنے کے لئے بریلوی حضرات کی جانب سے جو دلائل پیش کئے جاتے ہیں، ان میں سب سے بنیادی اور اہم دلیل یہ ہے کہ موصوف نے مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً میں سینکڑوں کتب سے حوالجاتِ کثیر نقل کرتے ہوئے محض اپنی یاد داشت اور غیر معمولی قوتِ حافظہ کی بنیاد پر "الدولۃ المکیہ" ایسی ضخیم کتاب مرتب کر دی۔ گویا بقول ان کے

"الدولۃ المکیہ"

کا وجود ہی موصوف کی بے پناہ قوتِ حافظہ کے لئے برہانِ قاطع اور دلیلِ ساطع ہے اس لئے خان صاحب بریلوی کے سوءِ حافظہ کو ثابت کرنے کے لئے اس مکروہ پروپیگنڈہ کی قلعی کھولنا اور اس کی تالیف کی اصل حقیقت سے پردہ اٹھانا از بس ضروری ہے۔

ہم نے آغازِ مضمون میں بریلوی مؤلفین کی چند عبارات نقل کی تھیں۔ جن میں احمد رضا خان صاحب کی قوتِ حافظہ کے بارے میں بلند بانگ دعادی کئے گئے ہیں انہیں عبارات سے "الدولۃ المکیہ" کے بارے میں رضا خانی حضرات کے چند دعاوئ باطلہ بھی معلوم ہوتے ہیں۔

مثلاً ایک بریلوی مصنف رقم طراز ہیں۔

"ایک دفعہ حج پر تشریف لے گئے تو وہاں آپ کو "استفتاء" پیش

کیا گیا۔ آپ کو کہا گیا کہ اس کا جواب دو روز میں مکمل کر دیا جائے۔ آپ کے پاس کتابیں نہ تھیں، یاد داشت پر ہی اس کا جواب لکھا۔ اس میں سینکڑوں کتب سے حوالجات درج فرمائے۔ اور دو دن کی بجائے صرف دو نشستوں میں، جن میں ایک نشست پانچ گھنٹے کی، اور دوسری تین گھنٹے کی تھی۔ یہ جواب چار سو صفحات پر مشتمل تھا۔ اور اس کتاب کا نام "الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ" ہے۔"[1]

الدولۃ المکیہ کے بارے میں چند بلند بانگ دعاوی

یہاں سے بریلوی حضرات کے "الدولۃ المکیہ" کے بارے میں چند بلند بانگ دعاوی معلوم ہوئے۔

۱ : "الدولۃ المکیہ" ایک "استفتاء" کا جواب ہے جو حرم مکہ میں احمد رضا خان صاحب کو پیش کیا گیا تھا۔

۲ : احمد رضا خان صاحب سے کہا گیا کہ اس "استفتاء" کا جواب دو روز میں مکمل کر دیا جائے۔

۳ : خان صاحب نے یہ جواب دو دن کی بجائے دو نشستوں میں یعنی صرف آٹھ گھنٹے میں مکمل کر دیا۔ (پہلی نشست پانچ گھنٹے کی، اور دوسری تین گھنٹے کی)۔

۴ : یہ جواب یعنی "الدولۃ المکیہ" چار سو صفحات پر مشتمل ہے۔

---

[1] گل محمد فیضی بی اے : آزادی کی ان کہی کہانی : ص ۱۴۰ و ۱۴۱ : مطبوعہ سرگودھا۔

۵ : احمد رضاخان صاحب نے اپنے تحریر کردہ جواب میں سینکڑوں کتب سے حوالجات نقل کئے ہیں ۔

۶ : یہ جواب کتابیں پاس نہ ہونے کے باعث صرف اپنی یادداشت اور غیر معمولی قوتِ حافظہ کی بنیاد پر لکھا ہے ۔

دعاوی کا جائزہ

پہلے دعوے کا جائزہ

آیئے اب ہم حقائق و واقعات کے آئینہ میں ان میں سے ہر ایک دعوے کا جائزہ لیتے ہیں ۔

"الدولۃ المکیۃ" کو ایک "استفتاء" کا جواب قرار دینا بالکل سفید جھوٹ ہے اصل بات یہ ہے کہ جب احمد رضاخان صاحب نے مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً پہنچ کر "علماءِ دیوبند کثر اللہ تعالےٰ سوادہم" پر کفر کے فتوے پر دستخط لینے کی مہم شروع کی، تو جواباً واقفِ حال اصحاب نے شریفِ مکہ کو احمد رضاخان صاحب کے عقائدِ باطلہ سے آگاہ کرنے کے لئے ایک محضر نامہ تیار کر کے شریفِ مکہ کی خدمت میں پیش کیا ۔ تب شریفِ مکہ نے تحقیقِ حال کی خاطر احمد رضاخان صاحب سے ان کے عقائدِ باطلہ کے بارے میں استفسار کیا ۔ یہ استفسار بالکل اسی نوعیت کا تھا جیساکہ حاکم کسی مجرم سے تفتیشِ جرائم کے سلسلہ میں پوچھ گچھ کرتا ہے، تاکہ حقیقتِ حال کا علم ہو سکے ۔ اس سلسلہ کی مفصل معلومات کے لئے شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی نور اللہ تعالےٰ مرقدہ کی تصنیفِ لطیف "الشہاب الثاقب" ص ۱۹۸ تا ص ۱۱۴ ملاحظہ فرمائیں ۔ (مطبوعہ انجمن ارشاد المسلمین : لاہور)

اس بیّن حقیقت کا انکار تو خان صاحب بریلوی بھی نہیں کر سکتے ۔ چنانچہ وہ

کہتے ہیں۔

" حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے جیب سے ایک پرچہ نکالا جس پر علم غیب کے متعلق پانچ سوال تھے .... مجھ سے فرمایا یہ سوال وہابیہ نے حضرت سیدنا کے ذریعہ سے پیش کئے ہیں اور آپ سے جواب مقصود ہے۔ سیدنا وہاں شریفِ مکہ کو کہتے ہیں " [1]

ظاہر ہے کہ وہابیہ کو اپنے دشمن سے محض علمی تحقیق کے لئے سوالات پوچھنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہ تھی۔ اور اگر بفرضِ محال کوئی ضرورت ہوتی بھی تو شریفِ مکہ تک پہنچنے کی کیا ضرورت تھی۔ بات دراصل وہی ہے جو ہم اوپر عرض کر چکے ہیں۔ کہ جب احمد رضا خان صاحب کے عقائدِ باطلہ اور نظریاتِ فاسدہ بطور شکایت شریفِ مکہ کے کانوں تک پہنچے، تو شریفِ مکہ نے موصوف سے صورتِ حال کی تحقیق کی خاطر بالکل اسی طرح سوالات کئے جیسے حاکم کسی بھی مجرم سے تفتیش کے سلسلہ میں پوچھ گچھ کیا کرتا ہے۔ لہٰذا شریفِ مکہ کے ان سوالات اور اسکی اس پوچھ گچھ کو " استفتاء " ایسے مقدس لفظ سے تعبیر کرنا ایک مکروہ قسم کی بددیانتی اور سفید جھوٹ کے سوا کچھ نہیں ہے۔

دوسرے دعوے کا جائزہ

یہ دعوےٰ کہ " احمد رضا خان صاحب کو کہا گیا تھا کہ جواب دو روز میں مکمل کر دیا جائے "، بھی قطعاً غلط ہے۔ کیونکہ موصوف کے خلفِ اکبر اور سفرِ حرمین شریفین کے ساتھی بلکہ " الدولۃ المکیۃ " کی تسوید و تبییض میں موصوف کے معاون جناب حامد رضا خان صاحب رقم طراز ہیں۔

" وقد کان ابی مشتغلا فی ھذا النہار ردّاً علی

---

[1] محمد مصطفیٰ رضا خان : الملفوظ حصہ دوم، ص ۹۔

الوهابية بكتابة كتابه « الدولة المكية بالمادة الغيبية » وكان وأعد العلماء الكرام ان يتمه تصنيفا وتبييضًا فى ثلثة ايام ؎۱

اس دن والد محترم وہابیوں کے رد میں « الدولة المكية بالمادة الغيبية » نامی کتاب لکھنے میں مصروف تھے ۔ اور تین دن میں کتاب کی تصنیف وتبییض کے مکمل کرنے کا علماء کرام سے وعدہ فرما چکے تھے ؎۱

خود احمد رضا خانصاحب فرماتے ہیں۔

"........ میں نے عرض کی کہ اس کے لئے قدرے مہلت چاہیئے دو گھڑی دن باقی ہے ، اس میں کیا ہو سکتا ہے ۔ حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے فرمایا کل سہ شنبہ ، پرسوں چہار شنبہ ہے ان دو روز میں ہو کر پنجشنبہ کو مجھے مل جائے کہ میں شریف کے سامنے پیش کر دوں ؎۲"

احمد رضا خان صاحب کو یہ سوالات دوشنبہ (پیر) کے روز بعد نمازِ عصر موصول ہوتے ہیں اور ان کے مہلت طلب کرنے پر مولانا شیخ صالح کمال فرماتے ہیں کہ پنجشنبہ (جمعرات) کو ایسے وقت مجھے جواب تیار کر کے دے دیں ، کہ میں آپ کے جواب کو شریف کے سامنے پیش کر دوں ۔ شریف کے دربار کا وقت جس میں یہ جواب اس کے سامنے پیش کرنا تھا ، خود احمد رضا خان صاحب بیان کرتے ہیں کہ

؎۱ حامد رضا خان : الاجازات المتینة لعلماء بكة والمدينة (تمہید) ص ۲۵۰ و ۲۵۱۔ مندرج در « رسائل رضویہ » : جلد دوم : مرتبہ حافظ محمد احسان الحق لائلپوری : مطبوعہ لاہور

؎۲ محمد مصطفیٰ رضا خان : الملفوظ حصہ دوم : ص ۱۰ ۔

" عشاء کی نماز وہاں شروع وقت پر ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد سے نصف شب تک کہ عربی گھڑیوں میں چھ بجتے ہیں، شریف علی پاشا کا دربار ہوتا تھا۔ حضرت مولانا نے دربار میں کتاب پیش کی"۔ [1]

گویا جواب لکھنے کے لئے خان صاحب بریلوی کے پاس جو وقت تھا وہ پیر کے روز عصر کی نماز کے بعد سے لے کر جمعرات کو قبیلِ عشاء تک تھا جو تین دن سے بھی چند گھنٹے زائد ہی بنتا ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ موصوف نے جواب کتنی دیر میں لکھ دیا۔ لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ان کے پاس جواب لکھنے کیلئے پورے تین دن بلکہ اس سے بھی کچھ زائد وقت تھا۔

---

[1] محمد مصطفیٰ رضا خان : الملفوظ ، حصہ دوم ، ص ۱۱

تیسرے دعوے کا جائزہ

یہ دعوٰے کہ موصوف نے دو نشستوں یعنی آٹھ گھنٹے میں اپنا جواب مکمل کر دیا تھا بھی محلِ نظر ہے۔ کیونکہ اگرچہ احمد رضا خان صاحب نے لکھا ہے کہ

"الحمد لله كان العبد الضعيف أتم القسم الاول في النهار الاول في سبع ساعات ثم زاد فيه النظر السادس للافادة - وكتب اليوم مع كثرة الاشغال القسم الثاني بعد الظهر واتمه في نحو ساعة و زيادة "[1]

ترجمہ: "الحمد للہ بندۂ ضعیف نے پہلا حصہ پہلے دن سات گھنٹے میں پورا کر دیا تھا۔ پھر اس میں فائدہ کے لئے نظر ششم بڑھائی۔ اور آج باوصف کثرتِ اشغال کے، دوسرا حصہ بعد ظہر کے لکھا۔ اور اسے ایک گھنٹہ سے کچھ زائد میں تمام کر دیا"

احمد رضا خان صاحب کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ انہوں نے اپنا جواب دو نشستوں میں مکمل کر دیا تھا۔ لیکن موصوف کے فرزندِ ارجمند اور "الدولۃ المکیہ" کی تصنیف میں ان کے رفیق و معاون فرماتے ہیں۔

"......... وأتم الكتاب وانهى الجواب في ثلث جلسات لا يبلغ مجموعها عشر ساعات "[2]

---

[1] احمد رضا خان، الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ: ص ۲۳۶، ۲۳۹، مطبوعہ کراچی۔

[2] حامد رضا خان: کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم (تمہید) ص ۶: مطبوعہ لاہور

ترجمہ: یہ کتاب (الدولة المكية بالمادة الغيبية - ناقل)
اور جوابات صرف تین جلسوں (نشستوں ، ناقل) میں تمام ہوئے
جن کا مجموعہ دس گھنٹہ بھی نہ تھا "

اب کئی اختلافات ہمارے سامنے آتے ہیں ۔

۱ : باپ کا کہنا ہے کہ یہ جواب دو نشستوں میں مکمل کیا گیا اور بیٹے کا کہنا ہے کہ تین نشستوں میں ۔

۲ : احمد رضا خان صاحب کا کہنا ہے کہ پہلی نشست سات گھنٹے اور دوسری نشست ایک گھنٹہ سے زائد کی تھی ۔ جبکہ بقول مصنف " آزادی کی ان کہی کہانی " پہلی نشست پانچ گھنٹے ، اور دوسری تین گھنٹے کی تھی ۔

۳ : " آزادی کی ان کہی کہانی " کے مصنف کے بقول کل آٹھ گھنٹے میں کتاب مکمل ہوئی ۔ اور بقول احمد رضا خان صاحب آٹھ گھنٹے سے کچھ زائد وقت میں ۔ اور بقول حامد رضا خان صاحب دس گھنٹوں سے کچھ کم میں ۔

ان اختلافات پر ہم اس کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں ؎

کس کا یقین کیجئے ، کس کا یقین نہ کیجئے
لاتے ہیں بزم یار سے لوگ خبر الگ الگ

چوتھے دعوے کا جائزہ

یہ دعوے کہ احمد رضا خان صاحب کا جواب یعنی " الدولة المكية " چار سو صفحات پر مشتمل ہے ، ایک ایسا دعوے ہے کہ جس پر ہم سوائے لعنة الله على الكاذبين اور کچھ نہیں کہہ سکتے ۔

" الدولة المكية " مترجم کراچی سے $\frac{18 \times 23}{8}$ سائز کے ۲۴۰ صفحات پر شائع ہوئی ہے ۔ جن میں سے شروع کے پانچ صفحات اور آخر کا ایک صفحہ خالی ہے

گویا مترجم "الدولۃ المکیہ" کے کل صفحات ۲۳۴ ہوئے۔ چونکہ ایک صفحہ پر اصل عربی عبارت اور مقابل کے صفحہ پر اس کا ترجمہ چھپا ہے۔ اس لئے اصل عربی کتاب کے کل ۱۱۷ صفحات ہوئے۔

ان ۱۱۷ صفحات میں سے کتنے صفحات وہ ہیں جو تقریباً آٹھ گھنٹے میں بقول احمد رضا خان صاحب تصنیف ہوئے؟ اس کے جواب کے لئے موصوف کی درج ذیل عبارت ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

"...........لان الفقیر صنف ھذا الکتاب بمکۃ المکرمۃ فی نحو ثمان ساعات من یومین ما خلا النظر السادس المزید بعد ذالک"[1]

ترجمہ: فقیر نے یہ کتاب مکہ معظمہ میں دو دن کے (تقریباً۔ ناقل) آٹھ گھنٹے میں تصنیف کی علاوہ نظرِ سادس کے کہ بعد کو زائد کی گئی"۔

خان صاحب بریلوی کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ جواب دہی کے لئے جو تین دن انہیں دیئے گئے تھے ان میں سے بقول ان کے دو دن کے تقریباً آٹھ گھنٹوں میں انہوں نے جو جواب لکھا تھا اس میں "نظرِ سادس" شامل نہ تھی —— کیوں کہ سوالات سے غیر متعلق تھی —— یہ "نظرِ سادس" صفحہ ۱۱۸ سے ۱۹۰ تک تقریباً ۳۷ صفحات پر (اصل عربی عبارت) پھیلی ہوئی ہے۔ جب ہم ۱۱۷ صفحات میں سے ۳۷ صفحات مزید نکال دیں تو پھر کل ۸۰ صفحات باقی بچتے ہیں۔

ان ۸۰ صفحات میں تیس صفحات سے زائد حواشی ہیں جو جواب میں داخل نہیں ہیں بلکہ مدینہ منورہ علی ساکنہا الصلوۃ والسلام اور بریلی واپس آ

---

[1] احمد رضا خان: الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ مترجم، ص ۸۵ و ۸۶ و حاشیہ مطبوعہ کراچی

آکر لکھے گئے ہیں۔ یا پھر چند حواشی وہ ہیں جو مکہ معظمہ زاد ہا اللہ شرفاً و تعظیماً میں لکھے گئے ہیں۔ اس طرح باقی ماندہ صفحات کی تعداد پچاس سے بھی گھٹ جاتی ہے۔

الدولۃ المکیۃ کا موضوع موصوف کا دیرینہ موضوع ہے

یہ بات بھی مدنظر رہنی چاہیئے کہ "الدولۃ المکیہ" کا موضوع ایک ایسا پامال موضوع ہے کہ جس پر خان صاحب بریلوی، حرمین شریفین جانے سے پیشتر کئی بار قلم اٹھا چکے تھے اور چھوٹی بڑی کئی کتابیں لکھ چکے تھے۔ جن کے اسماء حسب بیان پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب یہ ہیں۔

۱ : مالی الجیب بعلوم الغیب : سال تصنیف ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء

۲ : اللؤلؤ المکنون فی علم البشیر ماکان ومایکون : " " "

۳ : انباء المصطفیٰ بحال سر واخفیٰ : " " "

۴ : ابراء المجنون : " ۱۳۲۳ / ۱۹۰۵ء[1]

ایک معمول کا موضوع اور رٹے رٹائے مباحث کو نسبتاً جلد مرتب کر دینا، کوئی انوکھی اور اچھنبے کی بات نہیں ہے۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ حوالجات سب کے سب پہلے سے موصوف کی اپنی تالیف "انباء المصطفیٰ بحال سر واخفیٰ" میں درج تھے اب تو صرف انہیں نقل کرنا تھا۔ لہٰذا حوالجات کی تتبع و تلاش میں جو وقت صرف ہوتا ہے وہ بھی یہاں نہیں ہوا۔

اس تمام صورت حال کو ذہن میں رکھتے ہوئے اگر ہم ۱۸×۲۳/۸ سائز کے پچاس صفحات بھی جواب کے تسلیم کر لیں جو بقول احمد رضا خان صاحب آٹھ گھنٹے سے زائد وقت میں، اور بقول حامد رضا خان صاحب تقریباً دس[2] گھنٹوں میں

---

[1] محمد مسعود احمد، فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں (حاشیہ) مطبوعہ لاہور

دو شخصوں نے مل کر تحریر کر دیئے ــــ جن میں بقول فرقۂ رضاخانیہ "ایک مجدد" اور ــــ دوسرا "حجۃ الاسلام" ہے ــــ تو نامعلوم اس میں کون سا کمال ہو گیا؟

فی گھنٹہ ڈھائی صفحے

اگر بنظرِ غائر دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ چونکہ دو شخصوں نے مل کر یہ کام تقریباً دس گھنٹوں میں سرانجام دیا ہے۔ اس لئے مجموعی طور پر گویا جواب کے ان پچاس صفحات کی تیاری میں تقریباً بیس گھنٹے صرف ہوئے۔ اس حساب سے فی گھنٹہ "ڈھائی صفحات" لکھنا ثابت ہوتا ہے۔ جبکہ حوالجات کے تتبع و تلاش کا کوئی مسئلہ بھی درپیش نہ تھا۔ اس صورتِ حال کے تناظر میں فی گھنٹہ ۱۸×۲۳ کے "ڈھائی صفحات" لکھنا، کمال تو درکنار، بریلویوں کے چودھویں صدی کے "مجدد" اور "حجۃ الاسلام" کے ماتھے پر ایک کلنک کا ٹیکہ ہی قرار دیا جا سکتا ہے۔ سچ ہے ؏

چلی تھی برچھی کسی پر کسی کے آن لگی

یہ تو ہے اصل اور صحیح صورتِ حال۔ لیکن بریلوی حضرات جو بات کا بتنگڑ اور رائی کا پہاڑ بنانے میں یدِطولیٰ رکھتے ہیں، یہ ادھار کھائے بیٹھے ہیں کہ وہ عوام الناس کو اپنے زہریلے پروپیگنڈہ کے بل بوتے پر یہ ضرور باور کرا کے چھوڑیں گے کہ احمد رضا خان صاحب نے آٹھ گھنٹے کی قلیل مدت میں ۴۰۰ صفحات پر مشتمل جواب تحریر کر دیا تھا۔ ؏

اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا

پانچویں دعوے کا جائزہ

یہ دعوے کہ "الدولۃ المکیہ" میں سینکڑوں کتب سے حوالجات نقل کئے گئے ہیں، بھی مبالغہ آرائی اور کذب بیانی کا شاہکار

ہے۔ کیونکہ لفظ "سینکڑوں" جمع ہے جس کا اطلاق کم از کم دو سینکڑہ یعنی دو سو پر تو ہونا چاہیئے۔ لیکن ہم بریلوی حضرات سے "مطالبہ" کرتے ہیں کہ بقول آپ کے آٹھ گھنٹوں میں لکھے جانے والے جواب سے سینکڑوں کتابوں کے نام نہ سہی، صرف ایک سو کتابوں کے نام ہی ذرا نقل فرما دیں۔ لیکن ؎

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ کذب بیانی اور دروغ بافی کے متعلق قرآن وسنت میں آنے والی وعیدوں کو ذرا بنظرِ غائر اور بہ نگاہِ تدبر ملاحظہ فرمالیں۔ اگرچہ ہدایت دینا اللہ رب العزت ہی کے اختیار میں ہے۔

چھٹے دعوے کا جائزہ

بریلوی حضرات کا یہ دعوٰے بھی قطعاً باطل اور مردود ہے کہ احمد رضا خان صاحب نے یہ جواب کتابیں پاس نہ ہونے کے باعث صرف اپنی یاد داشت اور قوتِ حافظہ کی بنیاد پر تحریر کیا تھا۔

دراصل خان صاحب بریلوی کی غیر معمولی "قوتِ حافظہ" اور کتابوں کی مدد کے بغیر "الدولۃ المکیہ" کی تصنیف کے سلسلہ میں جو کچھ کہا جا رہا ہے، اس سب کی اساس اور بنیاد، احمد رضا خان صاحب کی ایک دو عبارتیں ہیں، جن کے اندر موصوف نے حرم محترم میں بیٹھ کر "ذو معنی" بلکہ قریب قریب صریح عبارتوں کے ذریعہ ایک بالکل خلافِ واقعہ اور انتہائی غلط بات کا تاثر دے کر اپنے علمی تفوق وبرتری کی دھاک لوگوں کے قلوب واذہان میں بٹھانے کی کوشش کی ہے۔ مثال کے طور پر یہ عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

"...... وقد علموا انی بمکۃ منقطع عن کتبی

مشتغل بزيارة بيت ربي ، مستعجل الى بلد مولائى وحبيبي صلى الله تعالى عليه وسلم فاثاروا هذا السوال طمعا منهم ان يمنعنى الاستعجال و شغل البال وفقد ان الكتاب عن ابانة الجواب" [۱]

ترجمہ

اور انہوں نے جانا کہ میں مکہ معظمہ میں اپنی کتابوں سے جدا ہوں، اور بیت اللہ کی زیارت میں مشغول اور اپنے مولا و محبوب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے شہر کی جانب جانے کی جلدی ہے تو انہوں نے یہ سوال اٹھایا اس طمع پر کہ یہ جلدی اور اس دھیان میں دل کا لگا ہونا، اور کتابیں پاس نہ ہونا مجھے اظہار جواب سے روک دے گا "

ایک اور مقام پر یہی تاثر دیتے ہوئے کہ میں نے بلا معاونت کتب یہ جواب تحریر کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

" لان الفقير صنف هذا الكتاب بمكة المكرمة فى نحو ثمان ساعات من يومين ماخلا النظر السادس المزيد بعد ذالك ولم يكن عنده الكتب كما ذكرته فى الخطبة " [۲]

ترجمہ: اس لئے کہ فقیر نے یہ کتاب مکہ معظمہ میں دو دن کے آٹھ گھنٹے میں تصنیف کی۔ علاوہ "نظر سادس" کے کہ بعد کو زائد کی گئی اور

---

[۱] احمد رضا خان : الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ مترجم : ص ۱۰ و ۱۱۔

[۲] " " " " ص ۸۶، ۸۷۔

اس وقت میرے پاس کوئی کتاب نہ تھی جیساکہ میں نے خطبہ میں تحریر کیا "

آیئے اب ہم حقائق و واقعات کی روشنی میں بریلوی حضرات کے اس دعوے کا جائزہ لیتے ہیں کہ "موصوف نے سینکڑوں کتابوں کے حوالجات دیتے ہوئے اصل عبارتیں محض اپنے حافظہ اور یاد داشت کی مدد سے " الدولۃ المکیہ " میں نقل کی ہیں "

اس کیلئے آپ سب سے پہلے خان صاحب بریلوی کی اس عبارت کو ملاحظہ فرمائیں۔

" وبمرأی منك رسالتی " أنباء المصطفی بحال سر و اخفی " [1]

بریلویوں کے " حجۃ الاسلام " اور احمد رضا خان صاحب کے خلف اکبر حامد رضا خان صاحب اس کا ترجمہ بایں الفاظ کرتے ہیں۔

" اور تیری آنکھوں کے سامنے موجود ہے میرا رسالہ " انباء المصطفیٰ بحال سر و اخفیٰ " [2]

احمد رضا خان صاحب کے اقرار سے یہ ثابت ہوگیا کہ مکہ معظمہ میں ان کے پاس علم غیب کے موضوع پر اپنا لکھا ہوا ایک رسالہ " انباء المصطفیٰ بحال سر و اخفیٰ " موجود تھا۔



---

[1] احمد رضا خان : الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ مترجم : ص ۸۲ ۔

[2] حامد رضا خان : ترجمہ الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ : ص ۸۱ ۔

اب ہم " الدولۃ المکیہ " اور " انباء المصطفیٰ " کے تقابلی مطالعہ کے ذریعہ یہ دیکھتے ہیں کہ " الدولۃ المکیہ " میں کون کون سے حوالے موصوف نے اپنے سابقہ مطبوعہ رسالہ " انباء المصطفیٰ " سے اخذ کئے ہیں۔

ص ۱۸ : پر احمد رضا خان صاحب نے اپنے والد کی کتاب " اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد " کا حوالہ دیا ہے۔ لیکن کوئی عبارت نقل نہیں کی، بلکہ صرف یہ کہا ہے کہ " مطلق اصولی " کی تحقیق میرے والد صاحب نے کتاب مذکور میں ذکر کی ہے۔ ظاہر ہے اتنی سی بات کا حافظہ سے کوئی خاص تعلق نہیں ہے۔

ص ۳۴ : پر حضرت خضر علیہ الصلوۃ والسلام کے ایک واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے لیکن حضرت خضر علیہ السلام کے الفاظ میں سے ایک لفظ بھی ذکر نہیں کیا، چنانچہ حامد رضا خان صاحب نے متعلقہ عبارت کا ترجمہ یوں فرمایا ہے۔

" اور اسی طرف حضرت خضر علیہ الصلوۃ والسلام نے اشارہ فرمایا
اپنے اس قول میں جو موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام سے کہا،
جس وقت چڑیا نے سمندر سے ایک چونچ بھر کر پانی لیا " [۱]

رہی یہ بات کہ حضرت خضر علیہ الصلوۃ والسلام کا وہ " قول " کیا تھا؟ تو اس کو احمد رضا خان صاحب نے سرے سے ذکر ہی نہیں کیا۔ ظاہر ہے کہ غیر معمولی حافظہ سے اس کا بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔

ص ۴۰ : پر امام نووی رح کے " فتاویٰ " اور امام ابن حجر مکی رح کے " فتاویٰ حدیثیہ " کا جو حوالہ دیا ہے وہ لفظ بلفظ " انباء المصطفیٰ بحال سر واخفی " کے ص ۲۵ سے ماخوذ ہے۔

---

[۱] حامد رضا خان : ترجمہ الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ : ص ۳۵۔

ص ۴۴ : پر ایک آیت کی قرائت کے سلسلہ میں ابن کثیرؒ، ابن عامرؒ اور روایت ابی بکر بن عاصمؒ کا حوالہ " انباء المصطفیٰ بحال سر واخفیٰ " ص ۲۸ سے ماخوذ ہے۔

ص ۵۶ : پر حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی مشہور کتاب " حفظ الایمان " کا حوالہ ہے۔

چونکہ اسی سفرِ حج میں احمد رضا خان صاحب نے حضرت حکیم الامت مجدد الملۃ مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ پر اسی کتاب " حفظ الایمان " کی ایک عبارت کے خود ساختہ مفہوم کی بنیاد پر اپنے فتوائے کفر پر علمائے حرمین شریفین سے دستخط حاصل کئے تھے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ علماءِ حرمین شریفین کو اصل کتاب دکھانے کے لئے اس کتاب کو اپنے ساتھ ضرور لے گئے ہوں گے۔ جیسا کہ اس سے پیشتر علماءِ ندوہ پر تکفیری فتوے پر علماءِ حرمین سے تصدیق کرانے کے وقت اصل کتابیں علماءِ حرمین کے سامنے پیش کی تھیں۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں۔ ترجمہ ملاحظہ ہو۔

" میں نے سوالوں میں اہلِ ندوہ سے جو اقوالِ باطلہ نقل کئے آسانیٔ اطلاع کو اس کے حاشیہ پر ان کی کتابوں کے نام جن میں یہ اقوال ہیں، مع شمار صفحہ تحریر کر دیئے، تو یہ ہیں ان کی کتابیں، ہمراہی فتوے میں، جہاں جہاں سے جو قول نقل کئے۔ سہل مل جانے کو ان پر سرخی سے خطوط دیئے "[1]

---

[1] احمد رضا خان، فتاویٰ الحرمین برجف ندوۃ المین، ص ۴۱ - مندرجہ در " رسائل رضویہ " جلد اول، مطبوعہ لاہور، مرتبہ عبدالحکیم شاہجہان پوری۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس حوالہ کا بار بار اپنی مختلف کتابوں اور رسالوں میں نقل کرنے کے باعث مستحضر ہو جانا کچھ مستبعد نہیں۔ خصوصاً اس لئے کہ یہ مفہوم انکے اپنے دماغ کی ایجاد و اختراع ہے۔ اس کا اصل کتاب "حفظ الایمان" سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

ص ۵۸ : پر طبرانی کی "معجم کبیر" نعیم بن حماد کی "کتاب الفتن" اور ابو نعیم کی "حلیہ" کا حوالہ لفظ بلفظ "انباء المصطفیٰ بحال سر و اخفیٰ" ص ۱۴، سے ماخوذ ہے۔

ص ۷۲ : پر "وہابی دہلی" کا حوالہ "انباء المصطفیٰ بحال سر و اخفیٰ" ص ۲۷، سے ماخوذ ہے۔ اور "تقویۃ الایمان" کا حوالہ "انباء المصطفیٰ" ص ۱۵ سے لیا گیا ہے۔ اور "براہین قاطعہ" نیز "مدارج النبوت" کا حوالہ "انباء المصطفیٰ" ص ۱۰ سے اخذ کیا گیا ہے۔

ص ۸۰ : پر "قصیدہ بردہ" اور اس کی شرح "زبدہ" کا حوالہ "انباء المصطفیٰ بحال سر و اخفیٰ" ص ۲۱ و ۲۲ سے نقل کیا گیا ہے۔

ص ۸۲ : پر بخاری و مسلم کی دو حدیثوں کا حوالہ "انباء المصطفیٰ بحال سر و اخفیٰ" ص ۱۲ سے ماخوذ ہے۔ پھر ان کے بعد صحیحین کا حوالہ "انباء المصطفیٰ" ص ۱۱ سے اخذ کیا گیا ہے۔ بعد ازاں ترمذی کی حدیث اور بخاری و ترمذی سے اس کی تصحیح "انباء المصطفیٰ" ص ۱۲، ۱۳ سے لی گئی ہے۔

ص ۸۴ : پر مسند احمد، طبقات ابن سعد، معجم کبیر طبرانی، ابو یعلیٰ، ابن منیع اور صحیحین کی روایت یہ سب کچھ "انباء المصطفیٰ بحال سر و اخفیٰ" ص ۱۳ سے ماخوذ ہے۔ اور قصیدہ بردہ نیز اس کی شرح از ملا علی قاری رح کا حوالہ وہی ہے جو اس سے پہلے "الدولۃ المکیہ" ص ۸، پر گزر چکا ہے۔ اور "أن اللہ قد رفع لی الدنیا" والی حدیث وہی ہے جو اس سے

پہلے "الدولۃ المکیہ" ص ۵۸ پر ذکر ہو چکی ہے۔ اور مشکوٰۃ کی شرح "اشعۃ اللمعات" کا حوالہ "انباء المصطفیٰ" ص ۱۳ سے نقل کیا گیا ہے۔

ص ۸۶ : پر "نسیم الریاض" کے دونوں حوالے، "شرح مواہب لدنیہ، امام قسطلانیؒ امام بوصیریؒ، اور ابن حجر مکیؒ کے حوالے "انباء المصطفیٰ بحال سر و اخفیٰ" ص ۱۳، ۱۴، ۱۶ سے ماخوذ ہیں۔

ص ۸۸ : پر "تیسیر" شرح جامع صغیر، "مدخل" اور "مواہب لدنیہ" کا حوالہ "انباء المصطفیٰ بحال سر و اخفیٰ" ص ۱ سے ماخوذ ہے۔ اور "مدارج النبوت" کا حوالہ "انباء المصطفیٰ" ص ۱۹ سے نقل کیا گیا ہے۔ البتہ ملا علی قاری رحمہ اللہ کی شرح شفاء کا حوالہ معلوم ہوتا ہے کہ احمد رضا خان صاحب نے اپنی "عبقری ذہانت" اور "غیر معمولی قوت حافظہ" پر اعتماد کرتے ہوئے نقل کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عبارت صحیح نقل نہ کر سکے۔ کیونکہ اصل عبارت یہ ہے۔

"لان روحه عليه السلام حاضرة في بيوت أهل الاسلام" [1]

حالانکہ احمد رضا خان صاحب یوں نقل کرتے ہیں۔

"لان روح النبي صلى الله تعالى عليه وسلم حاضرة في بيوت أهل الاسلام" [2]

---

[1] علی بن سلطان محمد القاریؒ، شرح الشفاء علی ہامش نسیم الریاض : ص ۴۶۴ : جلد ۳، مطبوعہ بیروت۔

[2] احمد رضا خان : الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ مترجم، ص ۸۸۔

ص ۹۰ : پر " فیوض الحرمین " کا حوالہ " انباء المصطفیٰ بحال سر و اخفیٰ " ص ۱۹ سے منقول ہے۔

ص ۹۴ : پر " بیضاوی " کا حوالہ ہے لیکن کوئی عبارت منقول نہیں ہے۔

ص ۱۱۰ : پر " براہین قاطعہ " کا حوالہ ہے جو " انباء المصطفیٰ بحال سر و اخفیٰ " ص ۷، ۸ سے نقل کیا گیا ہے۔

ص ۱۱۲ تا ص ۱۱۸ : پر " براہین قاطعہ " اور " تقدیس الوکیل " کے چند حوالے ہیں۔ ان دونوں کتابوں کے وہاں موجود ہونے کا خود احمد رضا خان صاحب کو بھی اقرار ہے۔ [1]

یاد رہے کہ ص ۱۱۸ سے لے کر ص ۱۹۰ تک " نظر سادس " ہے۔ جو باقرارِ احمد رضا خان صاحب آٹھ گھنٹے سے کچھ زائد وقت میں لکھے جانے والے جواب میں شامل نہیں ہے۔

ص ۱۹۲ : پر " اعلام الاذکیاء " کا حوالہ ہے۔ جو وہاں احمد رضا خان صاحب کے پاس موجود تھی۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

" وھو بمرأى منکم "

ترجمہ : اور وہ تمہاری آنکھوں کے سامنے موجود ہے " [2]

ص ۱۹۸ : پر " سرور القلوب فی ذکر المحبوب " اور " العروس الاسماء الحسناء " کا ذکر ہے۔ لیکن ان کی کوئی عبارت نقل نہیں کی گئی۔ البتہ حضرت ابن عباسؓ کی ایک روایت شاید حافظہ کی بنیاد پر نقل کی ہے اسی لئے اس کے الفاظ نقل

---

[1] محمد مصطفیٰ رضا خان : الملفوظ حصہ دوم : ص ۱۴۔

[2] احمد رضا خان : الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ مترجم : ص ۱۹۲۔

نہیں کرسکے ہیں۔ بعد میں حاشیہ میں اصل الفاظ ذکر کئے ہیں۔

ص ۲۰۴ : پر "سبحن السبوح" اور "المطالب الوفیۃ" کا ذکر ہے لیکن ان کی کوئی عبارت منقول نہیں ہے۔

ص ۲۰۶ : پر "درمختار" کا حوالہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حوالہ احمد رضا خان صاحب نے اپنی "قوت حافظہ" کی بنیاد پر نقل کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عبارت غلط نقل کی ہے۔ موصوف لکھتے ہیں۔

"ونص العلماء منهم العلائی فی الدر المختار
أنه يجوز أطلاق الأسماء المشتركة كعلى
ورشيد على الخلق ويراد فيهم غير ما يراد
فی الله تعالیٰ" [۱]

حالانکہ "درمختار" کی اصل عبارت اس طرح ہے۔

"وجاز التسمية بعلی ورشيد من الاسماء
المشتركة ويراد فی حقنا غير ما يراد فی
حق الله تعالیٰ لكن التسمية بغير ذلك فی
زماننا أولیٰ" [۲]

ص ۲۱۰ : پر "مدارج النبوت" کا حوالہ "انباء المصطفیٰ بحال سر واخفیٰ" ص ۱۹ سے ماخوذ ہے۔

ص ۲۲۶ : پر "بیضاوی" کا حوالہ ہے۔ لیکن عبارت منقول نہیں ہے۔

---

[۱] احمد رضا خان صاحب : الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ مترجم، ص ۲۰۶۔

[۲]

ص ۲۲۸ : پر " تفسیر روح البیان " کا حوالہ ہے۔ لیکن یہ " اعلام الاذکیار " سے منقول ہے۔ جیساکہ ساتھ ہی احمد رضا خان صاحب نے تصریح کر دی ہے۔

محولہ کتابیں چالیس بھی نہیں

اس ساری تفصیل سے آپ نے یہ بھی معلوم کر لیا کہ احمد رضا خان صاحب نے آٹھ گھنٹے سے زائد وقت میں جو جواب لکھا تھا اس میں جن کتابوں کے حوالے دیئے تھے ان کی تعداد " سینکڑوں " تو کجا چالیس تک بھی نہیں پہنچتی۔

بہر حال یہ ہے احمد رضا خان صاحب اور ان کے متبعین کے اس دعوے کی حقیقت کہ خان صاحب بریلوی نے صرف آٹھ گھنٹے کے اندر ۴۰۰ صفحات پر مشتمل جواب تحریر فرما دیا۔ اور اس میں سینکڑوں کتابوں کے حوالجات ان کی اصل عبارتوں کے ساتھ محض اپنی یاد داشت اور " قوتِ حافظہ " کی مدد سے سپردِ قلم فرما دیئے ؎

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اِک قطرۂ خوں نہ نکلا

اور تعجب بالائے تعجب یہ ہے کہ احمد رضا خان صاحب بذاتِ خود اس جرم میں شریک ہیں۔ اور وہ بھی یہی باور کرانے کی فکر میں ہیں کہ میں نے اپنے جواب میں جو کچھ لکھا ہے وہ کتابوں کے موجود نہ ہونے کے باعث صرف اپنی قوتِ حافظہ کی مدد سے لکھا ہے۔ لیکن آپ ایک ایک حوالہ چیک کر چکے ہیں کہ یا تو حوالے میں عبارت نقل ہی نہیں کی گئی اور یا پھر وہ سب حوالے " انباء المصطفیٰ بحال سر واخفی " سے نقل کئے گئے ہیں۔ اور اگر ایک دو مقام پر موصوف نے اپنی قوتِ حافظہ کی بنیاد پر کوئی مختصر سی عبارت

نقل کرنے کی کوشش کی ہے تو اس میں غلطی کر جانے کے باعث انہیں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

کیا اپنا علمی تفوق جتلانے کے لئے اس سے بڑھ کر کبھی کوئی جھوٹ کسی مجدد کی طرف سے بولا گیا ہے ؟ اور کیا اتنا بڑا فراڈ اور غلط بیانی کسی عام عالم کے لئے بھی زیبا اور لائق تحسین قرار دی جا سکتی ہے ؟ لیکن بریلوی حضرات احمد رضا خان صاحب کی اس دروغ گوئی اور غلط بیانی کو ان کے اعلیٰ درجہ کے کمالات میں شمار کرنے پر مصر ہیں۔ سچ ہے ع

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

شائد وہ "گوئبلز" کے اس نظریہ پر کاربند ہیں کہ اس قدر جھوٹ بولو کہ لوگ اسے سچ سمجھنے لگ جائیں۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں علامہ اقبال مرحوم نے فرمایا تھا ؎

خداوندا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری



آخری گزارش

سہو و نسیان اور بھول چوک انسانی فطرت اور اس کے خمیر میں ودیعت ہے قلت و کثرت کے فرق کے باوجود کوئی انسان اس سے منزہ اور مبرا ہونے کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔ لیکن مجھ جیسے شخص سے خطاء و غلطی کا صدور زیادہ قرینِ قیاس اور متوقع ہے۔ اس لئے اپنے قارئینِ کرام سے گزارش ہے کہ اگر کہیں غلطی ملاحظہ فرمائیں تو ضرور اس سے مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کردی جائے۔ اور یہ گزارش جس طرح اپنوں سے ہے اس سے زیادہ پرایوں سے ہے۔ کیونکہ ؎

وعین الرضا عن کل عیب کلیلۃ ٭ ولکن عین السخط تبدی المساویا

ترجمہ: رضامندی آنکھ ہر عیب سے بند ہے، اور لیکن ناراضگی کی آنکھ برائیاں ظاہر کرتی ہے۔



انوار احمد

۷ شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ : ۲۱ مئی ۱۹۸۳ء



کتابت

احقر العباد قاری سیف اللہ خالد قادری خوشنویس

۲۵۳/بی شاہجمال ٹاؤن، بالمقابل پیکیجز فیکٹری والٹن روڈ : لاہور

Www.Ahlehaq.Com

ماخذ و مراجع

۱ : آزادی کی ان کہی کہانی ------- گل محمد فیضی بی اے ------- مطبوعہ سرگودہا

۲ : الاجازات المتینۃ لعلماء بکۃ والمدینہ ------- احمد رضا خان بریلوی ------- " لاہور

۳ : احکام شریعت ------- " " " ------- " کراچی

۴ : " ------- " " " ------- " مرادآباد

۵ : احیاء علوم الدین ------- ابو حامد محمد الغزالی ------- " مصر

۶ : ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری ------- شہاب الدین احمد العسقلانی ------- " بیروت

۷ : انباء المصطفی بحال سر و اخفی ------- احمد رضا خان بریلوی ------- " لاہور

۸ : بریق المنار بشموع المزار ------- " " " ------- " "

۹ : تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین ------- " " " ------- " لائلپور

۱۰ : تقریب التہذیب ------- ابن حجر العسقلانی ------- " گوجرانوالہ

۱۱ : جامع ترمذی ------- محمد بن عیسٰی ترمذی ------- " دہلی

۱۲ : الجامع الصغیر من احادیث البشیر النذیر ------- جلال الدین السیوطی ------- " مصر

۱۳ : جمع الفوائد من جامع الاصول و مجمع الزوائد ------- محمد بن محمد الفاسی المغربی ------- " لاہور

۱۴ : حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار ------- " بیروت

۱۵ : حصن حصین مترجم ------- شمس الدین محمد الجزری ------- " تاج کمپنی لاہور

۱۶ : حیات اعلیٰحضرت ------- ظفر الدین بہاری ------- " کراچی

۱۷ : حیات مولانا احمد رضا خان بریلوی ------- پروفیسر محمد مسعود ------- " سیالکوٹ

۱۸ : الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ ------- احمد رضا خان ------- " کراچی

۱۹ : ذیل المدعا لاحسن الوعاء ------- " " " ------- " بریلی

۲۰ :	ردالمحتار علی الدرالمختار	محمد امین ابن عابدین	مطبوعہ	مصر
۲۱ :	الزبدة الزکیہ فی تحریم سجود التحیہ	احمد رضا خان	"	لاہور
۲۲ :	سبع سنابل فارسی	میر عبدالواحد بلگرامی	"	"
۲۳ :	" " اردو	خلیل احمد	"	"
۲۴ :	سنن ابن ماجہ	محمد بن ماجہ القزوینی	"	کراچی
۲۵ :	سنن ابی داؤد	سلیمان بن اشعث السجستانی	"	"
۲۶ :	سنن نسائی	احمد بن شعیب نسائی	"	دہلی
۲۷ :	سوانح اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی	بدرالدین احمد رضوی قادری	"	لاہور
۲۸ :	شرح الشفاء	علی بن سلطان محمد القاری	"	بیروت
۲۹ :	صحیح بخاری شریف	محمد بن اسمٰعیل البخاری	"	دہلی
۳۰ :	صحیح مسلم شریف	مسلم بن حجاج القشیری	"	"
۳۱ :	العقود الدریہ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ	محمد امین ابن عابدین	"	بیروت
۳۲ :	فتاوی الحرمین برجف ندوة المین	احمد رضا خان	"	لاہور
۳۳ :	الفتاوی الہندیہ	جماعة من علماء الہند	"	بیروت
۳۴ :	فتح القدیر	علامہ ابن ہمام	"	مصر
۳۵ :	کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم	احمد رضا خان	"	لاہور
۳۶ :	کنز الایمان	" "	"	تاج کمپنی لاہور
۳۷ :	کنوز الحقائق	عبدالرؤف المناوی	"	مصر
۳۸ :	لمعة الضحیٰ فی اعفاء اللحیٰ	احمد رضا خان	"	لائلپور
۳۹ :	مرآة المناجیح اردو شرح مشکوٰة المصابیح	احمد یار خان	"	گجرات
۴۰ :	مشکوٰة المصابیح	ولی الدین محمد بن عبداللہ	"	لاہور

۴۱ : الملفوظ حصہ اوّل، دوم، سوم چہارم --- احمد رضا خان ------------ مطبوعہ کراچی

۴۲ : نزہۃ الخواطر وبہجۃ المسامع والنواظر ------- سید عبدالحی ------------ " "

۴۳ : ہدایۃ البریۃ الی الشریعۃ الاحمدیہ ------- محمد نقی علی خان ------------ " بریلی

۴۴ : الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب ------- مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ ------------ " لاہور





علماء دیوبندؒ علامہ اقبالؒ کی نظر میں

(۱) دیوبند ایک ضرورت تھی۔ اس کا مقصود تھا ایک روایت کا تسلسل وہ روایت جس سے ہماری تعلیم کا رشتہ ماضی سے قائم ہے۔" اقبال کے حضور ص۲۹۳

(۲) "میری رائے ہے کہ دیوبند اور ندوہ کے لوگوں کی عربی علمیت ہماری دوسری یونیورسٹیوں کے گریجویٹ سے بہت زیادہ ہوتی ہے۔" اقبال نامہ حصہ دوم ص۲۲۳

(۳) "میں آپ (صاحبزادہ آفتاب احمد خان) کی اس تجویز سے پورے طور پر متفق ہوں کہ دیوبند اور لکھنؤ (ندوہ) کے بہترین مواد کو بر سر کار لانے کی کوئی سبیل نکالی جائے۔"

اقبال نامہ حصہ دوم ص۲۱۷

(۴) ایک بار کسی نے علامہ مرحوم سے پوچھا کہ یہ دیوبندی کیا کوئی فرقہ ہے؟ کہا "نہیں ہر معقولیت پسند دیندار کا نام دیوبندی ہے۔" علماء دیوبند کا مسلک ص۵۵

(۵) مولوی اشرف علی صاحب تھانوی سے پوچھئے وہ اس (مثنوی مولانا رومؒ) کی تفسیر کس طرح کرتے ہیں میں اس (مثنوی کی تفسیر کے) بارے میں انہی کا مقلد ہوں۔"

مقالات اقبال ص۱۸۰

(۶) "میں ان (مولانا سید حسین احمد مدنیؒ) کے احترام میں کسی اور مسلمان سے پیچھے نہیں ہوں۔" انوار اقبال ص۱۴۷

نیز فرماتے ہیں " مولانا (سید حسین احمد مدنیؒ) کی حمیت دینی کے احترام میں میں ان

کے کسی عقیدت مند سے پیچھے نہیں ہوں" انوار اقبال ص۱۷۱

(۷) ".........اس (دہر) کے متعلق مولوی سید انور شاہ صاحب سے جو دنیائے اسلام کے جید ترین محدثین وقت میں سے ہیں میری خط و کتابت ہوئی"

انوار اقبال ص۲۵۵

(۸) "مجدد الف ثانی رح عالمگیر رح اور مولانا اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہم نے اسلامی سیرت کے احیاء کی کوشش کی مگر صوفیاء کی کثرت اور صدیوں کی جمع شدہ قوت نے اس گروہ احرار کو کامیاب ہونے دیا" اقبال نامہ حصہ دوم ص۲۹

(۹) "مولانا شبلی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۲ھ ۱۹۱۴ء) کے بعد آپ (حضرت مولانا سید سلیمان ندوی خلیفۂ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی) استاذ الکل ہیں"

اقبال نامہ حصہ اول ص۸۰

عریضۂ اقبال بخدمت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ (منقول از اقبال نامہ ص۲۵۷ ج۲)

(۱۰) مخدوم و مکرم حضرت قبلہ مولانا! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

مجھے ماسٹر عبداللہ صاحب سے ابھی معلوم ہوا ہے کہ آپ انجمن خدام الدین کے جلسے میں تشریف لائے ہیں اور ایک دو روز قیام فرمائیں گے میں اسے اپنی بڑی سعادت تصور کروں گا۔ اگر آپ کل شام اپنے دیرینہ مخلص کے ہاں کھانا کھائیں جناب کی وساطت سے حضرت مولوی حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ عثمانی حضرت مولوی شبیر احمد صاحب اور جناب مفتی عزیز الرحمٰن صاحب کی خدمت میں بھی التماس ہے۔ مجھے امید ہے کہ جناب اس عریضے کو شرفِ قبولیت بخشیں گے۔ آپ کو قیام گاہ سے لانے کے لیے سواری یہاں سے بھیج دی جائے گی۔

انجمن کی مطبوعہ اور زیرِ طبع کتب

مقامع الحدید :- حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اور علماءِ دیوبند بالخصوص حضرت شیخ الہندؒ کے اشعارِ مرثیہ پر بریلوی اعتراضات کا مسکت و دندان شکن جواب ۔ قیمت ------------ ۱۲/۰

بریلوی فتوے :- ان بریلوی فتاویٰ کا مجموعہ جن میں تقریباً ہر ایک مسلمان رہنما پر کفر کا حکم لگایا گیا ہے اس کتاب میں وہ سپاسنامہ بھی شامل کر دیا گیا ہے جو بریلویوں نے ایک ظالم رسوا ءِ زمانہ انگریز گورنر کو پیش کیا تھا معہ معافی نامہ "پیر ولایت شاہ" : قیمت ------------ ۷/۵۰

مجموعہ رسائل چاندپوری جلد اوّل :- رئیس المناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ کے رَدِّ رضاخانیت میں آٹھ رسالوں کا مجموعہ جنکی خوبی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے ۔ نیز ایک انتہائی وقیع مقدمہ بھی اس میں شامل ہے قیمت ۲۵/۰

فصل الخطاب فی تحقیق مسئلۃ الغراب :- مجموعہ فتاویٰ علماءِ ہند مسئلہ غراب پر آخری اور فیصلہ کن کتاب ۔ قیمت ------ ۷/۰

قاصمۃ الظہر فی بلند شہر :- حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور دیگر علماءِ دیوبند کیساتھ مناظرہ کرنے سے احمد رضا خاں صاحب کے فرار کی تفصیلی روداد ۔ قیمت ------------ ۳/۰

شیخ العرب والعجم حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ :- از حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم ۔
اس مختصر رسالہ میں حاجی صاحبؒ کے اجمالی حالات ، امیر جماعت مجاہدین حضرت سید احمد شہیدؒ سے انکا تعلق بیعت وارادت نیز علماءِ دیوبند کیساتھ انکے تعلق خاطر کو خوب واضح کیا گیا ہے ۔ قسمِ اوّل ۲/۵۰ قسمِ دوم ۲/۰

حکایتِ مہر و وفا :- از حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم : علماءِ دیوبند اور دیگر مشائخ وقت کے باہمی تعلقات اور محبت و مودت پر ایک مستند دستاویز ۔ قیمت ------------ ۲/۰

الشہاب الثاقب :- اس ایڈیشن کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے ساتھ دو۲ اور اہم کتابیں بھی شامل ہیں ۔ نیز پروفیسر محمد مسعود صاحب کے شہابِ ثاقب پر اعتراضات کے جوابات بھی بطور مقدمہ شاملِ اشاعت ہیں ۔ قیمت ------------ ۴۵/۰

حدائقِ بخشش حصہ سوم : یہ حوالجاتی کتاب عرصہ سے نایاب تھی شائقین کیلئے اب شائع کر دی گئی ہے ۔ قیمت ۱۰/۵۰

تحریکِ پاکستان اور بریلویوں کا کردار :- جس میں ناقابل تردید حوالجات سے ثابت کیا گیا ہے کہ بریلویوں نے نہ صرف یہ کہ تحریکِ پاکستان کی مخالفت کی تھی بلکہ اسے ناکام بنانے کی ہر ممکن کوشش کی تھی - جدید ایڈیشن نے باضافاتِ کثیرہ - زیرِ طبع -

آئینۂ بریلویت :- خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں رضاخانیوں کے عقائد کا چونکا دینے والا ایک مختصر جائزہ - قیمت فی سینکڑہ ---------------- ۲۵/۰

وصایا شریف :- مرتبہ : جناب حسنین رضا خان صاحب : یہ اس قدیم اور صحیح ترین نسخے کا عکسی ایڈیشن ہے جسے "جماعتِ مبارکہ رضائے مصطفےٰ بریلی" نے اپنے خرچ سے "الیکٹرک ابو العلائی پریس" آگرہ سے طبع کرایا تھا - یہ نسخہ موجودہ متداول نسخوں میں پائی جانیوالی ترمیم سے پاک اور معتبر ہے - قیمت ۲/۰

مدائحِ اعلیٰ حضرت معہ نغمۃ الروح : یہ ایک اہم حوالجاتی کتاب ہے جو بالکل نایاب ہو چکی تھی اور شائقین اس کی صورت تک دیکھنے کو ترستے تھے - اب بحمد اللہ شائع ہو چکی ہے - قیمت -------- ۶/۰

ازالۃ الضلالۃ : مفتی عبد اللہ ٹونکی مرحوم کی گمراہی اور بدمذہبی پر بریلوی حضرات کا فتویٰ - العیاذ باللہ!

قیمت -------- ۲/۰

حفظ الایمان معہ بسط البنان و تغییر العنوان : از حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ صحیح و مستند ترین ایڈیشن - جس میں عنوانات وغیرہ قائم کر کے مفید و آسان بنا دیا گیا ہے - معہ ایک تفصیلی مقدمہ جس میں احمد رضا خان صاحب اور ان کی ذریت کے مناظرہ سے فرار کی بقدرِ ضرورت تفصیل ذکر کی گئی ہے - نیز حضرت تھانوی قدس سرہ العزیز کی مختصر سوانح حیات بھی شاملِ اشاعت ہے -

قیمت ---------------- ۱۰/۵۰

نصرۃ الابرار :- کانگرس میں شرکت کے جواز وغیرہ امور کے متعلق بعض علماء کرام کے فتاویٰ کا مجموعہ - جس میں جناب احمد رضا خانصاحب کا وہ فتویٰ بھی شامل ہے جس میں موصوف نے انگریزی دور کے ہندوستان کو "دار الاسلام" ہندوؤں کو "ذمّی" اور "کانگرس" میں شرکت کے جواز کا فتویٰ دیا ہے - ۱۳۰۶ھ : ۱۸۸۸ء کے مطبوعہ نسخہ کا عکسی ایڈیشن -

قیمت ۵ روپے

انجمن کی مطبوعہ اور زیر طبع کتب

نام کتاب	مصنف	ہدیہ
مقامع الحدید	حضرت مولانا محمد حنیف رہبر	۱۲/۰۰
بریلوی فتوے	مولانا نور احمد صاحب	۹/۰۰
مجموعہ رسائل چاندپوری جلد اوّل	حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری	۳۰/۰۰
فصل الخطاب فی تحقیق مسئلۃ الغراب	مولانا محمد نصیر الدین میرٹھی	۷/۰۰
قاصمۃ الظہر فی بلند شہر		۳/۰۰
شیخ العرب والعجم حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ	حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم	۲/۰۰
حکایت مہر و وفا		۲/۰۰
الشہاب الثاقب {معہ غایۃ المامول و ترغیم حزب الشیطٰن بتصویب حفظ الایمان}	مولانا مدنیؒ " " (مقدمہ از انوار احمد)	۴۵/۰۰
حدائق بخشش حصہ سوم	احمد رضا خان بریلوی	۱۰/۵۰
تحریک پاکستان اور بریلویوں کا کردار	انوار احمد ایم کام	۲۸/۰۰
آئینہ بریلویت	" " "	-/۲۵
وصایا شریعت	جناب حسنین رضا خاں صاحب	۲/۰۰
مدائح اعلیٰ حضرت معہ نغمۃ الروح	ایوب علی رضوی	۶/۰۰
ازالۃ الضلالۃ (مفتی عبداللہ ٹونکی پر کفر کا فتویٰ)	مصدقہ احمد رضا بریلوی	۲/۰۰
حفظ الایمان معہ بسط البنان و تغییر العنوان	حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ	۱۰/۵۰
نصرۃ الابرار	بریلوی علما کا کانگریس میں شمولیت کا فتویٰ	۵/۰۰
تنویر الحجہ لمن یجوز التواء الحجہ	محمد مصطفیٰ رضا خاں	۵/۰۰
القسورہ علی ادوار الحمر الکفرۃ	" " "	۵/۰۰
باغ فردوس	ایوب علی رضوی	۸/۰۰
تعلیم الاسلام	مولانا مفتی محمد کفایت اللہ	۱۲/۰۰
الطاری الداری لہفوات عبد الباری	مصطفیٰ رضا خاں	۳۰/۰۰
الدلائل القاہرہ	احمد رضا خاں بریلوی	۶/۰۰

خزینۂ معرفت: حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددی قدس سرہ العزیز کی مستند ترین سوانح حیات اس کی طبع اوّل میں آپ کا یہ ارشاد گرامی "دیوبند میں چار نوری وجود ہیں" مندرج ہے جسے بعد کے بریلوی ناشرین نے حذف کر دیا اب انجمن نے شائع کر دیا ہے ۳۹/۰۰